SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Saturday, 20th June 2009

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at nine minutes past eleven in the morning with Mr. Deputy Chairman (Mir Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم

بِسمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ

یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَیُضِلُّ
اللّٰہُ الظّٰلِمِیْنَ ۙ وَیَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ۔اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا
قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۙ۔جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۭ وَبِئْسَ الْقَرَارُ۔وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ
سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ۔قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ۔

ترجمہ: اللہ ایمان والوں کو دنیا اور آخرت کی زندگی میں سچی بات پر ثابت قدم رکھتا ہے اور ظالموں کو گمراہ کرتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کیا تو نے انہیں نہیں دیکھا کہ جنہوں نے اللہ کی نعمت کے بدلے میں ناشکری کی اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اتارا۔ جو دوزخ ہے اس میں داخل ہوں گے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔ اور لوگوں نے اللہ کی راہ سے بہکانے کے لیے شریک بنا رکھے ہیں کہہ دو نفع اٹھا لو پھر تمہیں آگ کی طرف لوٹنا ہے ۔ میرے بندوں کو کہہ دو جو ایمان لائے ہیں نماز قائم رکھیں اور

ہمارے دیے ہوئے رزق میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کریں اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ خرید وفروخت ہے نہ دوستی۔

سورۃ ابراھیم (آیات) 27 تا 31

Leave of Absence

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں leave applications پڑھ لوں۔ نوابزادہ محمد اکبر مگسی نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 19 اور 20 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیاآپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: راجہ محمد ظفر الحق نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 18 تا 20 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیاآپ ان کی رخصت منظور فرماتےہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: محمد ہمایوں خان نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 19 اور 20 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیاآپ ان کی رخصت منظور فرماتےہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 20 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیاآپ ان کی رخصت منظور فرماتےہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سردار محمد جمال خان لغاری ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 9 تا 12 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے، اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیاآپ ان کی رخصت منظور فرماتےہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

Discussion on Point of Order Re: Cancellation of Hajj Quota of Parliamentarians

جناب ڈپٹی چیئرمین: چلیں leave applications ہو گئیں۔ اس سے پہلے House recommendations کو consider کرے، حامد سعید کاظمی صاحب آ گئے ہیں، جیسے آپ لوگوں نے کل فرمایا تھا کہ وہ آئیں اور آپ کو حج پالیسی کے سلسلے میں تھوڑا اعتماد میں لیں اور اس سلسلے میں جو آپ کی رائے ہے، وہ بھی سن لیں۔ حامد سعید کاظمی صاحب۔

سید حامد سعید کاظمی (وزیر برائے مذہبی امور): اعوذ با اللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! مجھے کل محترم نیئر حسین بخاری صاحب نے فرمایا کہ یہاں پر کچھ دوست وضاحت چاہتے ہیں، کچھ سوالات ہیں، شاید کچھ apprehensions اور کچھ خدشات بھی ہیں، میں نے کہا کہ میں پہلے عرض کر دوں۔ میرا خیال ہے کہ media میں سب سے پہلی جو بات highlight ہوئی ہے، میں اسی کی طرف آتا ہوں، اگر مجھے حج پالیسی پر پوری briefing دینی ہو تو میں اس کے لیے بھی تیار ہوں، میرے پاس ساری پالیسی موجود ہے لیکن شاید ہمارے دوست اس طوالت کو زیادہ comfortable feel نہ کریں تو اس لیے میں صرف انہی concerned points پر concentrate کرنا چاہوں گا۔

پہلا مسئلہ Parliamentarians کے کوٹے کا ہے، میں یہ عرض کر دوں کہ میں جو حج پالیسی بنا کر گیا تھا، اگرچہ ہماری رائے یہ تھی کہ کوٹے کے بارے میں بہت سی باتیں بنتی ہیں اور بہت سے دوستوں کا خیال یہ ہے کہ صرف دس افراد کے کوٹے سے ہمیں نیک نامی کی بجائے بدنامی ملتی ہے اور بہت زیادہ pressure آتا ہے تو یہ quota ختم کر دینا چاہیے۔ یہ رائے ہماری بھی ہو گی لیکن اس کے باوجود ہم Cabinet میں جو حج پالیسی لے کر گئے، ہم نے اس میں quota ختم نہیں کیا تھا بلکہ پچھلی دفعہ سے 5 افراد فی Parliamentarian کا quota بڑھا کر حج پالیسی میں لے کر گئے تھے۔ اس کے علاوہ ہم نے Chief Justice اور چاروں High Courts کے Chief Justices کا quota بھی شامل کیا تھا لیکن وہاں Members of Cabinet نے unanimously oppose کیا اور کہا کہ quota ہر گز نہیں ہونا چاہیے، اگرچہ ایک مرحلہ پر میں نے ایک لحاظ سے defend بھی کیا۔ Defend اس وجہ سے کیا تھا کہ اللہ کے فضل کرم سے پاکستان میں ہزاروں factories ہیں جن میں سے سینکڑوں factories ایسی

ضرور ہیں جن میں حج کے قریب قرعہ اندازی کے ذریعے غریب labour میں سے کچھ لوگوں کو وہاں کی administration حج پر بھیجتی ہے۔ وہ غریب labour ہوتی ہے، انہوں نے پہلے حج کے لیے apply نہیں کیا ہوتا تو جب کسی کا نام اس طرح نکلتا ہے، وہ شور مچاتا، خوشی سے اچھلتا ہوا ہمارے پاس آتا ہے کہ اللہ کی طرف سے کرم ہو گیا ہے، میرا نام قرعہ اندازی میں نکل آیا ہے، مہربانی کریں، میرے لیے ایک seat دے دیں تاکہ میں چلا جاؤں۔ ہم نے ان کے لیے پہلے labour quota رکھا ہوا تھا، اب سارا quota ختم ہو گیا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ quota بھی ختم ہوا تو میں نے Cabinet میں defend کیا لیکن ظاہر ہے کہ ایک unanimous opinion تھی تو اس کے مطابق ہمیں سارا quota abolish کرنا پڑا، چھوڑنا پڑا۔ اب Parliamentarians کا quota نہیں ہے Government Hajj scheme میں سوائے ان دوستوں کے جو پچھلے 2 consecutive years میں unsuccessful candidates تھے، وہ تقریباً 16000 or 15000 ہوں گے۔ ان کے علاوہ کوئی quota نہیں ہو گا، سب کی balloting ہوجائے گی اور یہ Cabinet کا decision ہے، یہ مجھ اکیلے کا decision نہیں ہے، یہ تو Government policy کی بات ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جو private tour operators policy ہے، اس کے حوالے سے عرض کروں کہ یہاں پر Senate میں بھی کئی مرتبہ اعتراضات ہوئے، court میں case رہا، اخبارات میں شور مچتا رہا، باتیں بنتی رہیں کہ کوئی criterion نہیں دیا جاتا، کوئی معیار مقرر نہیں کیا جاتا اور جسے پیا چاہے وہی سہاگن کہلائے، بس جسے چاہتے ہیں quota دے دیتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں reject کر دیتے ہیں، یہ بات درست نہیں ہے۔ بہرحال ہم نے بہت محنت اور کوشش کر کے اس حوالے سے پالیسی بنائی، ہم نے اس میں 5 categories, A,B,C,D and E رکھی ہیں اور ہم نے اس میں ان کے parameters دیے اور وہ parameters ان کے experience اور ان کی کارکردگی کی بنیاد پر ہیں، وہ ساری detail موجود ہے۔ Tour operatos پہلے جائیں گے، Ministry سے parameters کی copy لیں گے، self assess کریں گے اور اپنے آپ کو خود judge کریں گے کہ میں کس category میں fall کرتا ہوں۔ وہ اس کے مطابق Ministry میں apply کریں گے کہ میں اس category میں enrollment کی درخواست دے رہا ہوں تو اس کی scrutiny کے لیے 20 دن ہماری Ministry لے گی، چھان بین کے لیے record check کرے گی کہ انہوں نے جو اپنی کارکردگی اور efficiency دکھائی ہے یا بتائی ہے اور یہ دعویٰ کیا کہ میرے خلاف کوئی complaint

نہیں ہے، کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ Ministry ان تمام چیزوں کی چھان بین کرکے verify کرے گی اور پھر جب ان کو category allocate کردی جائے گی تو اس category کے حساب سے ان کے لیے cash guarantee کی بات ہو گی کہ اگر آپ اس category میں ہیں تو آپ اتنی cash guarantee دیں۔ اس سے پہلے ایسا ہوتا تھا کہ بنک گارنٹی تو ہوتی تھی لیکن وہ بھی بہت nominal سی تھی اور ہمارے پاس منسٹری میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی کہ جس کی ان کو threat ہوتی یا ایسا ہوتا کہ اس کی بنیاد پر وہ اپنی efficiency کو بہتر بنانے کی کوشش کرسکتے۔ ہم یہ پالیسی لے کر آئے اور cabinet نے اس کو unanimously approve کیا اور وہ ہم نے پیش کی۔ اگر اس کے بارے میں کچھ دوست مزید وضاحت چاہیں تو میں حاضر ہوں۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: تشریف رکھیں۔ پہلے مولانا حیدری صاحب جو کہ Treasury Benches کی طرف سے ہاؤس کے Chief Whip ہیں۔ ابھی میں دوستوں کی سوچ آپ تک پہنچاؤں گا اور پھر یہ کابینہ کو بھی بتانا ہے۔ کابینہ parliamentarians کی نمائندگی کرتی ہے، executive بن جاتی ہے تو ان کو احساس ہونا چاہیے کہ کتنا feel کیا گیا ہے۔ میں سب کو موقع دینا چاہتا ہوں۔ کاظمی صاحب! آپ کو احساس نہیں ہو گا کہ کل جو ادھر feelings اٹھی ہیں۔ آپ نے تو ضرور case plead کیا اور دوسرے دوستوں نے نہیں مانا۔ قدرتی بات ہے پھر Prime Minister نے بھی sense of the cabinet لیا ہوگا۔ Parliamentarians کی یہ feelings سن لیں۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: جناب! یہ issue میں نے اٹھایا تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں کسی وجہ سے یہ systematically approach کر رہا ہوں کہ treasury benches کے Chief whip کی کیا سوچ ہے، وہ سن لیں پھر آپ کو سنتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تہمیم صاحب! ہم جو next step میں stand لینے لگے ہیں تو پھر آپ کو دوبارہ بات کرنے کی تقویت ملے گی۔ پاکستان میں چیزیں review ہو سکتی ہیں۔ جی حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: شکریہ جناب چیئرمین۔ جیسے آپ نے کل ملاحظہ فرمایا کہ جونہی اس حوالے سے فاضل ممبر نے بات کی اور یہ انکشاف کیا کہ پارلیمنٹ کے ممبران کو جو دس فارم

حج کوٹا کے نام سے دیئے جاتے تھے وہ کوٹا ختم کر دیا گیا ہے۔ اس حوالے سے تقریباً پورا ہاؤس یکسو تھا اور سب کی ڈیمانڈ یہی تھی کہ کوٹا بحال کیا جائے۔ ان کے اس مطالبے کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے یہ طے کیا کہ متعلقہ منسٹر صاحب کو زحمت دیں گے کہ وہ یہاں تشریف لائیں۔ ایک تو وہ اپنی پالیسی کی بھی وضاحت فرمائیں گے اور اگر ان کی گفتگو سے ممبران کو اطمینان ہوا تو فبہا ورنہ یہاں پر جو بھی رائے بنے گی تو اس کا احترام پھر کابینہ کو بھی کرنا چاہیے اور آپ نے بھی پھر اس حوالے سے کوئی ruling دینی ہو گی۔ بہر کیف میں نے کل بھی گزارش کی تھی کہ یہاں جو ہم سینیٹ میں بیٹھے ہوئے لوگ ہیں اور کم از کم میں ایک سال سے یہاں آرہا ہوں، آج تک میں اپنی کوششوں سے کوئی چپڑاسی بھی بھرتی نہیں کروا سکا۔ تقریباً سب کی پوزیشن اسی طرح ہی ہو سکتی ہے۔ یہ جو دس فارم Senators کو ملتے تھے اس سے یہ ہوتا تھا کہ کسی حاجی کی دعائیں حاصل کر لیتے تھے۔ اس کو اس طرح سے ختم کرنا کہ جی! اس میں بھی کوئی corruption ہے تو دس فارموں سے کیا corruption ہو سکتی ہے، اگر کوئی آدمی کمانا بھی چاہیے تو کتنا کما سکتا ہے۔ بہر کیف ہم نے تو اپنی ذمہ داری پوری کی اور منسٹر صاحب کو زحمت دی، اب parliamentarians جو بھی اظہار خیال فرمائیں گے ہم اس کی روشنی میں آگے چلیں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی کاظمی صاحب! کچھ اور وضاحت کرنا چاہ رہے ہیں۔ مزے سے کر لیں کیونکہ ہمارے پاس ٹائم ہے۔ میں نے 15,20 منٹ کی discussion کی گنجائش چھوڑی ہوئی تھی۔

سید حامد سعید کاظمی: میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے تو صرف ایک decision بتایا، discussion نہیں کی کہ جی کس sense پر یہ سب کچھ ہوا۔ اس حوالے سے میں دو جملے بول دوں اور اس کی روشنی میں جو بھی دوست کہیں گے تو انشاء اللہ ہم اس کا حتیٰ الامکان احترام کرنے کی کوشش کریں گے، اسے قومی اسمبلی میں بھی لائیں گے اور جو sense of the House ہے اس کے مطابق چلنے کی کوشش کریں گے۔ Cabinet کے ممبران کا اور بعد میں بیشتر MNAs کا بھی یہی point of view تھا کہ ہمارے پاس جو unsuccessful candidates آتے ہیں تو ان کا ایک ہجوم ہوتا ہے، ہمارے پاس دس فارم ہوتے ہیں اور ہم دس دوستوں کو کسی طرح راضی کرتے ہیں لیکن دو سو کو ناراض کر بیٹھتے ہیں۔ اس سے ہمیں نیک نامی کی بجائے مشکلات ہوتی ہیں۔ دوسری طرف پریس میں شور مچا ہوا ہوتا ہے کہ یہ parliamentarians اپنے چہیتوں کو بھیج رہے ہیں۔ حالانکہ آپ

جانتے ہیں کہ وہ کوئی free حج تو نہیں ہوتا، گورنمنٹ کے خرچے پر حج کی بات تو نہیں ہے، وہ تو صرف ان کو موقع دینے کی بات ہے۔ بحیثیت مسلمان ہم سب کا یقین ہے کہ وہاں جاتا وہی ہے جس کا بلاوا ہوتا ہے اور جس کا بلاوا ہے اس کے لیے کوئی نہ کوئی صورت تو اللہ تعالیٰ پیدا فرما ہی دے گا لیکن ان دوستوں کا کہنا یہ تھا کہ اس میں ہمارے لیے مشکلات ہوتی ہیں اور اتنا pressure آتا ہے کہ ہمارے لیے face کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی اسلام الدین شیخ صاحب۔

سینیٹر اسلام الدین شیخ: مہربانی چیئرمین صاحب۔ بات یہ ہے کہ Cabinet بھی انہی Houses سے ہیں۔ کل منسٹر صاحب یہاں موجود نہیں تھے، پورے ہاؤس کا consensus تھا، کوئی ایک آدمی بھی ایسا نہیں تھا جو کہ اس کے حق میں نہ ہو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ نے کہا تھا کہ میں ذاتی طور پر حق میں نہیں ہوں۔

سینیٹر اسلام الدین شیخ: بس ایک ذاتی طور پر حق میں نہیں تھے باقی پورا ہاؤس حق میں تھا بلکہ آپ پر pressure تھا کہ آپ اس پر ruling دیں۔ پھر یہی طے ہوا تھا کہ کل منسٹر صاحب کو سن لیں۔ ایک تو ہاؤس کا consensus تھا کہ اس پر ہونا چاہیے اور Cabinet بھی انہی Houses سے بنی ہوئی ہے۔Cabinet is not above the Parliament House. لہذا وہ review ہو سکتا ہے۔

دوسری بات جو کہ honourable Minister نے کی ہے کہ انہوں نے جو tour operators کا بنایا ہے .a,b,c,d یہ ایک اور خطرناک صورتحال ہو گی کیونکہ پچھلے سال بھی اس گورنمنٹ کے آتے ہی tour operators کو کوٹا دینے کے سلسلے میں اتنے corruption کے charges آئے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ اب جبکہ اس پر a,b,c,d کی پابندی لگ گئی ہے تو میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہوں کہ فرض کریں کہ اس criterion کے مطابق پرانے tour operators criterion کو renew کرتے ہیں تو پھر نئے آنے والوں کے ساتھ کیا ہو گا اور جب ان کے ساتھ ہو گا تو پھر ایک اور نیا باب کھلے گا اور وہ اتنا بڑا باب ہو گا کہ جس میں، میں سمجھتا ہوں کہ حج ایک ایسی چیز ہے کہ جس میں لوگوں کو freely اور کم پیسوں میں جانا چاہیے لیکن جب وہ باب کھلے گا تو اسے ہم تو face نہیں کر سکیں گے۔ لہذا اس صورتحال کے مطابق تو tour operators ختم ہونے چاہییں یا total قرعہ

اندازی پر جائیں یا جو بھی ہو کیونکہ یہ a,b,c,d کا جو بنا لیا ہے تو پھر کہیں گے جی تمہاری تو ٹانگ ٹیڑھی ہے، تمہارا منہ ٹیڑھا ہے، تمہارے پاس تو اتنے پیسے نہیں تھے۔ اس طرح نئے لوگ induct ہوں گے اور جو نئے لوگ induct ہوں گے وہ پیسوں سے آئیں گے، یہ بالکل کھلی بات ہے۔ یہاں منسٹر صاحب موجود ہیں، وہ بتائیں کہ اس کو foolproof کیسے بنایا جائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کاظمی صاحب! آپ مجموعی چیزیں لکھ لیں پھر بعد میں جواب دیجیے گا۔ جی زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین شکریہ۔ میرا honourable Minister صاحب سے یہ سوال ہے کہ یہ بتائیں کہ انہوں نے جو private tour operators کے لیے parameter بنایا اس کو check کون کرے گا، یہی منسٹری کرے گی ناں، باہر سے کوئی بندہ تو نہیں آئے گا۔ یہ سارے journalists بیٹھے ہیں ہم نے ان کے اخبارات پڑھے کہ پچھلے سال کتنی corruption ہوئی تھی اور اس میں کتنے لوگوں کو کوٹے دیئے گئے تھے۔ آپ parliamentarians کا کوٹا تو ختم کر رہے ہیں لیکن پچھلے سال private tour operators نے حج کے نام پر ایک ایک بندے سے تین تین لاکھ تک لیے تھے۔ ان پر کوئی check نہیں ہے، وہ جو مرضی ہو لے لیں۔ یہ جو corruption کا اڈا کھلا ہوا ہے تو بہتر نہیں ہے کہ اسے ختم کر دیا جائے۔ گورنمنٹ خود کیوں نہیں کرتی، پہلے تو گورنمنٹ خود ہی کرتی تھی اور اب یہ private tour operators کہاں سے آ گئے ہیں۔ اگر آپ نے Parliamentarians کا کوٹا ختم کر دیا ہے تو private tour operators بھی ختم کر دیں اور گورنمنٹ خود کرے تاکہ لوگوں کو تین تین لاکھ تو نہ دینے پڑیں جبکہ حکومت ایک یا ڈیڑھ لاکھ لیتی ہے۔ میرے پاس proof موجود ہیں اور وہ میں لا سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی مولانا گل نصیب صاحب۔ آج میں آپ کو دوسرے waist coat میں دیکھ کر گھبرا گیا کہ شاید سردیاں آ گئیں ہیں۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ بعض باتیں تو ایسی ہیں کہ یہ پالیسی بنانے میں صرف حکومت پاکستان کی مرضی کو دخل نہیں ہے۔ سعودی حکومت کے بعض قواعد و ضوابط ایسے ہیں کہ ہمیں پالیسی بناتے وقت ان کا احترام کرنا ہو گا۔

جناب چیئرمین! پرائیویٹ ٹور آپریٹر سعودی حکومت کے بعض قوانین کے تحت ضرور رکھنے پڑتے ہیں۔ بعض کوٹا قرعہ اندازی پر حکومت دے گی اور بعض کے لیے ٹور آپریٹرز کا انتخاب کرنا یہ سعودی حکومت کی پالیسی کی بنیاد پر ہے۔ لہٰذا یہ تو ممکن نہیں ہے کہ ٹور آپریٹرز ہی کو ختم کیا جائے لیکن یہ ہے کہ اصلاح انتہائی ضروری ہے۔ ٹور آپریٹروں کی جو ایک دوڑ لگی ہوئی ہے اور وہ پیسے دے کر کوٹا حاصل کرتے ہیں اور میں خود چونکہ سپریم کورٹ کے حکم کے مطابق کمیٹی کا رکن رہا تھا تو سارے حالات سے آگاہی حاصل ہوئی تھی لیکن ایک عرض یہ بھی ہے کہ ٹور آپریٹرز میں ایسے لوگ بھی ہیں جو بالکل پاکستان کے رہنے والے ہیں اور مولانا عبدالغفور ایک نام ہے جو کرک سے ہیں۔ انہوں نے انتہائی دیانتداری سے یہ پورا دورانیہ بہت کم قیمت میں لوگوں کو حج کرایا ہے لیکن ایسے لوگ بھی ہیں جو خالصتاً سو یا اسی آدمیوں کا کوٹا لینے کے لیے لاکھوں روپے دیتے ہیں وہ تو اپنی جگہ ہے لیکن اس وقت ہمارا مسئلہ ہے۔ یہ Parliamentarians کا کوٹا پہلے نہیں تھا۔ یہ ہم نے بڑی منت سماجت سے اور کوشش کر کے منظور کروایا۔ وکیل احمد خان صاحب اس وقت سیکرٹری تھے تو ان سے اور وزیر صاحب سے ہم نے یہ کوٹا منظور کروایا تھا۔ جناب والا، پھر ہوا یہ کہ یہ قرعہ اندازی سے پہلے ہم سے نام لیتے تھے تو اس میں مشکل یہ ہوتی تھی کہ جب قرعہ اندازی میں کسی کا نام نہیں نکلتا تو پھر وہ Parliamentarians کے پاس آتا اور ہم پہلے سے ہی اپنا کوٹا مکمل کیے ہوتے تھے تو ان کو پریشانی ہوتی تھی۔ پچھلے سال ہم نے کوشش کی تو قرعہ اندازی کے بعد ہمیں یہ موقع دیا گیا کہ قرعہ اندازی کے بعد جو لوگ رہ گئے ہیں ہم ان کو فارم دے دیں۔

جناب چیئرمین! آپ حیران رہ جائیں گے کہ ایسے لوگ بھی تھے جو تین مرتبہ داخلہ کرنے کے باوجود اس سعادت سے محروم رہ گئے تھے۔ ایسے لوگ بھی تھے کہ قرعہ اندازی میں بیوی کا نام آیا اور شوہر کا نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: محرم کے بغیر کیسے جا سکتی ہے۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: پچھلے سال پھر یہ ہوا کہ Parliamentarians کا دس آدمیوں کا کوٹا قرعہ اندازی کے بعد کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کرپشن کو روکنا ہے تو جیسے محترم زاہد خان صاحب نے کہا کہ پرائیویٹ ٹور آپریٹر جس انداز سے کرپشن کا معاملہ چلاتے ہیں وہ تو تصور سے بھی زیادہ ہے۔ پھر میں یہ بھی کہوں کہ اگر قرعہ اندازی کے اندر بھی دفاتر میں جو لوگ پیسے لے کر لوگوں کو

داخل کردیتے ہیں یہ بھی میرا آنکھوں دیکھا واقعہ ہے۔صرف Parliamentarians کا کوٹا لے کر اگر آپ کرپشن کا راستہ روکنا چاہتے ہیں تو میرے خیال میں یہ تو پارلیمنٹ پر عدم اعتماد ہے، پھر ان لوگوں کو اسی بنیاد پر پارلیمنٹ سے استعفیٰ دے دینا چاہیے، اگر یہی سب سے زیادہ کرپٹ لوگ ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ عوام میں رہتے ہوئے عام لوگوں کا تاثر سنتے ہوئے یہ ٹھیک ہے کہ دس آدمیوں کا کوٹا کسی رکن پارلیمنٹ کے لیے کم ہے لیکن اس کا زیادہ نہ کرنا اور ختم کرنا یہ کہاں کا انصاف ہے۔ میری درخواست اور گزارش یہ ہے کہ کابینہ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرے اور جو پرانا کوٹا ہے اس میں تھوڑا اضافہ کرے اگر بیس آدمی کر دیئے جائیں تو حج پر تو ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں لوگ جاتے ہیں تو اس میں اگر بیس ہزار لوگ پارلیمنٹ کے ارکان اپنے دستخطوں سے بھیج دیں اور وہ اپنا خرچ خود کرتے ہیں تو میرے خیال میں یہ مناسب ہوگا۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ رزاق تھہیم صاحب! آپ explanation دیں کیونکہ آپ Cabinet اجلاس میں موجود تھے۔ بالکل آپ کے بعد میڈم کلثوم ہیں۔مہربانی کرکے مختصر بات کریں کیونکہ پھر ہم نے next step پر جانا ہے ۔Foreign Minister Sahib بھی آئے ہوئے ہیں۔جمال خان لغاری اس کے mover تھے تو ان کو تو ضرور سننا ہے۔

سینیٹر جسٹس(ریٹائرڈ) عبدالرزاق اے تھہیم(وفاقی وزیر بلدیات و دیہی ترقی): کوٹا کی سمری وزارت مذہبی امور سے آئی تھی اس میں یہ غلط تاثر ہے کہ فقط ارکان پارلیمنٹ کا کوٹا ہے۔ وہ صرف ارکان پارلیمنٹ کا کوٹا نہیں تھا اس میں صحافیوں کا بھی تھا، پی آئی اے والوں کا بھی تھا، لیبر والوں کا بھی تھا خوامخواہ ارکان پارلیمنٹ کو بدنام کیا جا رہا ہے۔صرف پارلیمنٹ ہی نہیں کوئی پندرہ کیٹیگری تھیں۔ کاظمی صاحب وہ فہرست دکھائیں کہ کتنی categories میں کوٹا ہے، فقط ارکان پارلیمنٹ کا نہیں ہے Minister Sahib بیٹھے ہیں ۔I was the first speaker. میں نے ایسے نہیں کہا۔ میں نے کابینہ کو عرض کیا کہ کوئی blind ہے، کوئی disabled ہے ان کو اگر جانا ہے تو ان کے ساتھ کوئی محرم جائے گا۔اگر اس کا نام نہیں نکلتا تو یہ ارکان پارلیمنٹ کے پاس آتے ہیں اور ان لوگوں کو ہم seats دیتے ہیں۔ وہاں ایک محترمہ تھیں انہوں نے بھی اپنے views دیئے اور Minister Sahib نے Labours کا بھی view دیا میں endorse کرتا ہوں انہوں نے بھی کیا مگر

باقی ارکان and we are bound by majority یہی تھی consent ساری کابینہ کی پارلیمنٹ کا فقط کوٹا نہیں تھا، کاظمی صاحب ساری categories پڑھ کرسنائیں خوامخواہ ارکان پارلیمنٹ کو کیوں بدنام کیا جاتا ہے۔ میں وہاں کہنے والا تھا کہ journalists کا پچاس کا کوٹا رکھا تھا اس کو زیادہ کیا جائے مگر بعد میں یہ کابینہ کا متفقہ فیصلہ ہوا تو یہ کوٹا فقط ارکان پارلیمنٹ کا ہی نہیں ہے پتا نہیں کن کن کا کوٹا لکھا ہوا تھا۔.Thank you

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ الیاس بلور صاحب! مختصر تقریر کریں کیونکہ میں کاظمی صاحب کو دونوں اطراف کی opinion دینا چاہتا ہوں پھر انہوں نے یہ معاملہ اوپر convey کرنا ہے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: .Thank you Mr. Chairman یہ کوٹا ہمیں 1994 سے مل رہا ہے یہ آج کا نہیں ہے۔ یہ کوٹا جو انہوں نے بند کردیا ہے یہ 1994 سے سینیٹ کو کوٹا مل رہا ہے اور لعنت ہو اس سینیٹر اور Member of Parliament پر جو یہ کوٹا بیچے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر الیاس احمد بلور: میں تو سمجھتا ہوں کہ لعنت ہو جو Member of Parliament بن کر یہ کوٹا بیچتا ہے میں تو کہتا ہوں کہ اس پر ہزار بار لعنت۔ بات یہ ہے کہ یہ کوٹا ہمارا continue ہونا چاہیے۔۔۔ اور کوئی بھی جو یہ کوٹا بیچتا ہے اس پر بھی لعنت ہو۔ ان سب پر خدا کی لعنت ہو جو یہ کوٹا بیچتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارا کوٹا بند ہوتا ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے پھر یہ جو پرائیویٹ ٹور آپریٹر ہیں ان کو بھی ختم کرنا چاہیے۔ یہ بات ہم نہیں مانتے جیسے مولانا صاحب نے یہ کہا کہ وہاں سعودی حکومت کی پالیسی ہے میں تو کہتا ہوں کہ ہماری اپنی پالیسی ہونی چاہیے اور سب کو قرعہ اندازی کے ذریعے بھیجا جائے۔ ٹور آپریٹر تین تین لاکھ، پانچ پانچ لاکھ لیتے ہیں یہ کونسی بات ہے۔ ہمیں سیدھا سیدھا ایک فیصلہ کرنا چاہیے۔ یہ بالکل غلط بات ہے۔ ہماری جو کابینہ ہے وہ ہم میں سے ہی ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے، وہ کوئی آسمان سے نہیں آئی۔ کابینہ کو اپنا یہ فیصلہ revise کرنا پڑے گا۔ میں 1994 سے اس ہاؤس کا رکن ہوں اور مجھے ہر سال پانچ، دس فارم ملتے تھے۔ یہ کونسی بات ہے کہ آج اس کو بند کردیا اور یہ کہہ دیا کہ Parliamentarians کوٹا بیچتے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال کوٹے فروخت ہوئے ہیں اور بڑی حد تک فروخت ہوئے ہیں اور ساری دنیا کو اس بات کا پتا ہے، اخباروں میں آیا ہے کہ کوٹا فروخت ہوا ہے۔ ہم ثبوت دے سکتے ہیں کہ فروخت ہوا ہے۔ ہمارے اس

ہاؤس کی یہ consensus ہونی چاہیے کہ کوٹا کسی طریقے سے پرائیوٹ آپریٹر کو نہیں دینا چاہیے۔سب کی قرعہ اندازی ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ جی میڈم کلثوم پروین۔ میں نے تو کہا ہے کہ کاظمی صاحب کو موقع ملنا چاہیے کہ وہ اپنا کیس بھی سامنے رکھیں۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب چیئرمین! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ پچھلی مرتبہ آپ کیوں کہ اس وقت اس ایوان کے custodian ہیں، اس وقت محمد میاں سومرو صاحب chair کر رہے تھے اور یہ پورے ہاؤس کا Privilege breach ہوتا ہے کہ ان تمام لوگوں کی consensus سے یہ کوٹا منظور ہوا تھا۔ کوٹا سے مراد کوئی ایسی بات نہیں تھی کیونکہ ہر جانے والا حاجی اپنا خرچہ خود pay کرتا ہے جو حکومت کے قوانین ہیں ان کے تحت۔ اگر ہم اپنے علاقے کے کسی بھی مسلمان کو جو حج کے شوق میں جا رہا ہے صرف ہم recommend کرتے ہیں۔ اگر ہمارے یہ اختیارات recommend کرنے کے بھی لے لیے جاتے ہیں تو پھر میں سمجھتی ہوں کہ اس ہاؤس میں بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ دوسرا یہ سمجھ رہے ہیں کہ پرائیویٹ ٹور آپریٹر کو دینا چاہیے تو آپ اس ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائیں، ہر پارٹی سے ایک ممبر لیں وہ کمیٹی check and balance رکھے کہ کس ٹور آپریٹر کو کس طریقے سے کوٹا ملا ہے اس میں defiance کیا ہو گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ اسحاق ڈار صاحب۔ میں ادھر سے واپس حکومتی بینچوں کی طرف آؤں گا۔ جی اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ حالانکہ میں basically discretion اور quota کے خلاف ہوں۔ میں وہ انسان ہوں جس نے textile quota آپ کو یاد ہے وہ 1998 میں جس پر اربوں روپے پاکستان کے نقصان ہوتے تھے ہم نے abolish کیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس وقت لوگ بڑے ناراض بھی ہوئے۔ بہت لوگ ناراض بھی ہوئے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: بہت لوگ ناراض ہوئے۔ ہماری جان کے پیچھے پڑ گئے۔ جب octroi ضلع ٹیکس ختم کیا لیکن یہ ایک ایسی چیز ہے کہ اس میں---، جناب! ہم کتنے لوگ parliamentarians ہیں؟ دونوں Houses کے ملا کر 444 بنتے ہیں۔ دس کا یہ کوٹا دیتے ہیں۔ یہ

4440 حاجیوں کو recommend کرنا دونوں Houses of the Parliament یہ کونسا آسمان گر پڑے گا اور پھر میں نہیں سمجھتا جیسے الیاس بلور نے کہا کہ جو خدانخواستہ اس کو abuse کرے، لفظ بھی use کرنا، بیچنے کی بات تو اس پر لعنت۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے باہر سارا کام ہوتا ہے۔ اللہ کے فضل سے پارلیمنٹیرین کوئی ایسا کام نہیں کر سکتے۔ ان کے حلقے کے جب لوگ آتے ہیں، میں اس کی تفصیل میں نہیں جاتا کہ دو بندوں کا نکل آیا۔ ایک کا نہیں نکلا۔ کسی کا محرم کا مسئلہ ہے۔ کئی مسائل ہیں۔ جناب! یہ ایک ایسی چیز ہے کہ یہ ensure کریں کہ باہر کا کوٹا فروخت نہ ہو۔ یہ 4440 پر تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ کیا اس ملک میں ساری discretions بند ہو گئی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ میں اس کو بھی surrender کرنے کی support کرتا ہوں۔ آج حکومت اٹھ کر اعلان کرے کہ ہر قسم کی discretionary powers ختم۔ Prime Minister سے لے کر کسی Minister کی کوئی کسی قسم کی discretion نہیں ہو گی۔ پھر تو ہم کہیں گے کہ ایک نئی لائن پر چل رہے ہیں۔

سارا کچھ موجود ہے۔ جو دو ارب روپے کی discretionary grant ہوتی تھی آج سے دس سال پہلے تو وہ آج تیس ارب پر پہنچ چکی ہے۔ جناب! کون اپنی جان پر ظلم کرے گا کہ خدانخواستہ دس آدمیوں کو recommend کرتے ہوئے ان سے کوئی پیسے لے۔ یہ بات درست ہے کہ یہ کوٹا جو باہر ہوتا ہے outside parliament جو یہ operators کو دیتے ہیں جناب! سب دنیا کو پتا ہے کہ وہ 35 سے 40 ہزار وصول کرتے ہیں۔ جب ایک پارلیمنٹیرین کسی کا نام دیتا ہے تو اس بندے کو یا بندی کو، اس کو وہ پیسے دینے پڑتے جو official government کا amount ہے وہ جمع کرواتے ہیں اور حج پر جاتے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ آپ recommend کریں اور وہ بندہ free حج پر جا رہا ہے۔ وہ تو بالکل نہیں ہونا چاہیے۔ آپ نے جو دس حاجی per parliamentarian.... میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی زیادتی ہے۔ میں اس کے لئے بھی تیار ہوں provided government آج announce کرے۔ ہر قسم کی discretion ختم right from the top to bottom and کسی بندے کو کوئی discretion نہیں ہو گی. financial or otherwise ورنہ ان 4440 کو اجازت دیں جن کا آپ بند کر رہے ہیں پارلیمنٹ میں---

جناب! آپ نے دیکھا کہ ابھی اتنی serious چیزیں جو ہیں جب ان سے بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں Prime Minister is very reasonable اور کیا یہ Cabinet کا فیصلہ کوئی non reversible ہے اور اس کے لئے کوئی 2/3rd majority چاہیے۔ یہ ابھی جا کر Prime

Minister کو explain کریں، میں سمجھتا ہوں کہ ابھی Prime Minister آ کر یہاں یا ان کے ذریعے message دیں گے کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ He is a very reasonable gentle man. آپ کی اور ہماری dealing ان سے ہوتی ہے اور ماضی میں بھی ہوئی ہے تو please اس کو اتنا لمبا issue بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں ٹائم بھی اس پر زیادہ خرچ نہ کریں۔ منسٹر صاحب جائیں اور پرائم منسٹر صاحب سے بات کریں otherwise یا یہ آج ساری discretions ختم کریں اس ملک میں، ہمیں منظور ہے کہ یہ کوٹا جو ہے وہ بھی ختم ہو تا کہ پھر transparent طریقے کے ساتھ ایک ایک آدمی جو ہے وہ ballot کے ذریعے جائے۔ جناب! آپ زیادہ debate نہ کروائیں آپ کا کام بھی ہے۔ منسٹر صاحب کو کہیں کہ وہ پرائم منسٹر صاحب سے بات کریں اور آ کر announcement کرے کہ یہ کوٹا جو ہے، جب تک باقی discretions اس ملک میں ختم نہیں ہوتیں یہ پارلیمنٹیرین کا کوٹا موجود رہے گا۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرا خیال ہے کہ bottom line ہو گئی ہے۔ ٹائم بچاتے ہیں کیونکہ وہ پرائم منسٹر صاحب سے discuss کر کے آجائیں۔ حاجی عدیل صاحب۔ پرائم منسٹر صاحب سے discuss کر کے آجائیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! اگر منسٹر صاحب کو ہمت نہیں ہے تو ہم بات کر لیتے ہیں۔ آپ پتا کروائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرا خیال ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے آپ کو ساتھ جانا پڑے گا۔ میڈم سیمیں۔ اچھا میری ایک interesting بات ہے۔ آپ کے پاس بارہ اقلیت کے ممبر تھے، میرے خیال میں میڈم رتنا کو بھی کوٹا ملا تھا۔

سینیٹر رتنا بھگوان داس چاولہ: ہاں ملا تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اور آپ نے مسلمانوں کو دیا۔ کتنے لوگ آپ کے پاس آئے کہ ہماری مدد کریں۔ 120 ہمارے اقلیت کے ممبرز کے کھاتے میں آئے اور انہوں نے بھی مسلمانوں کو جلد سے جلد بھجوایا۔ دوستوں کو کہا کہ آپ بتائیں کس کو کرنا ہے۔ ایک تو ہمیں اقلیت کی ادھر ضرورت پڑتی ہے اور ہمیں foreign tour سے واپسی پر ضرورت پڑتی ہے۔ وہ میں بعد میں بتاؤں گا۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: ان کے پاس تو کوٹا کم پڑ گیا تھا۔

سینیٹر رتنا بھگوان داس چاولہ: In fact میرے پاس تو کوٹا کم پڑ گیا تھا۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: ہم تو in fact کہہ رہے تھے کہ کوٹا بڑھایا جائے، نہیں بڑھاتے کوئی بات نہیں۔ جناب! ان tour operators کو ختم کیا جائے اور open balloting کی جائے۔ فی حاجی not thirty five, fifty to one lack لیا جاتا ہے ایک tour operator سے۔ جو tour operator اس چیز کے لئے پیسے دیتا ہے اس کو کوٹا الاٹ کیا جاتا ہے۔ It's not transparent یہ تو غریب لوگ ہیں۔ کون بے ضمیر آدمی ہو گا جو اس کوٹے کو بیچے گا اور اس کو بحال رکھنا چاہیے اور ہم پرزور اپیل کرتے ہیں کہ اس کو بحال رکھیں۔ پارلیمنٹیرین عوامی نمائندے ہوتے ہیں ہم نوکری تو دے نہیں سکتے۔ Contract job بھی ہم کسی غریب کارکن کو یا کسی غریب آدمی کو نہیں دے سکتے۔ کم سے کم ہم ان کو حج کوٹا ہی دے دیں۔ وہ ہمیں دعائیں تو دیں گے۔ پاکستان کے لئے بھی جا کر دعائیں کریں گے۔ میں سمجھتی ہوں اس کو بحال ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میڈم رتنا آپ کچھ بات کرنا چاہتی ہیں۔ آپ بولتی بہت کم ہیں۔ جی میڈم۔

سینیٹر رتنا بھگوان داس چاولہ: میں support کرتی ہوں کہ ملنا چاہیے کیونکہ پچھلے دو تین سالوں جب سے ہم کو حج کوٹا ملا ہے۔ جناب! میں آپ کو اچھی بات بتاتی ہوں۔ اس لئے نہیں کہ میں داد لینا چاہتی ہوں۔ جب سے مجھے یہ کوٹا مل رہا ہے ہمارے گھر کے جو ملازم ہیں ان میں سے ایک کو ہر سال میں اپنے خرچے پر بھیجتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ نیکی کا کام ہے اور میں اس کو support کرتی ہوں۔ Thank you.

Mr. Deputy Chairman: Thank you.

جمال لغاری صاحب سمیٹیں، کاظمی صاحب نے پھر پرائم منسٹر صاحب سے discuss کرنا ہے۔ بس مجھے کرنے دیں۔ آگے بڑھیں گے۔ بنگش صاحب بہت کام رہتا ہے۔ ڈار صاحب نے اسے bottom line دے دی تھی۔ ایک منٹ کے لئے جمال لغاری صاحب۔ کیونکہ آپ نے بات اٹھائی تھی کہ ادھر اختتام کریں۔ Please بنگش صاحب please. I have given the floor to Sardar Jamal Khan Leghari.

آپ اس کو سمیٹیں پھر کاظمی صاحب پرائم منسٹر سے چیمبر میں جا کر بات کریں۔ کاظمی صاحب دو منٹ۔ وہ سمیٹ رہے ہیں پھر آپ شروع کریں۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! کل مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ شرف دیا کہ میں نے اس matter کو اس august House کے سامنے شروع میں پیش کیا۔ میں اس matter کا mover ہوں ۔ آپ کی مہربانی آپ نے مجھے آخر میں موقع دیا۔ میں کاظمی صاحب کا مشکور ہوں اور ان کا تعلق ملتان ہے۔ ہمارے ان کے ساتھ قریبی تعلقات بھی ہیں۔ حج آپریٹرز کا آج تک جو رویہ رہا ہے۔ کچھ کا قابل رشک ہے اکثر total and total بدنامی لے کر آرہے ہیں اس پاک پاکستان کے اوپر۔ ابھی حال ہی میں جو چپلوں کے اندر ہیروئن بھیجنے کا واقعہ ہوا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ بعد میں take up کر رہے ہیں۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: نہیں آپ اس کو نوٹ کریں۔ اللہ دکھاتا ہے کہ جس وقت کابینہ، کابینہ کون ہے۔ ہم پارلیمنٹیرین میں سے کچھ چنے ہوئے نمائندگان ہیں۔ کابینہ کی بات کرتے ہیں تو پھر کابینہ کے منسٹرز کا نام لے لے کر ان کی کارکردگی کے اوپر یہاں پر بات کرنا مناسب نہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: صحیح بات ہے۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: جناب والا! ہم پارلیمنٹیرینز کے ساتھ یہ ناروا سلوک کیوں کیا جا رہا ہے؟ جب ایک کوٹا مستقل دس حاجیوں کا ہمیں ملا اور ان دس حاجیوں کے ساتھ اللہ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میری ذات نے کم از کم کبھی فرق نہیں کیا۔ ہاں غریب کو دیکھا یا اس کو دیکھا جو بیچارہ محروم ہے، اس کو دیکھا جس کی حج کی طلب بہت زیادہ ہے، ان کو ہم نے ضرور چنا۔ اللہ کو حاضر ناظر جان کر میں کہہ رہا ہوں کہ کوئی اور motive ہمارے ذہن میں نہیں تھا۔ جناب! پارلیمنٹیرین اگر اتنے فارغ ہوچکے ہیں خدارا! کہ ان کو حج کوٹا نہیں دیا جا رہا تو پھر ہمیں development funds کیوں دیے جا رہے ہیں؟ ہمیں Income Support Programme کے فارم کیوں دیے جا رہے ہیں؟ ہمیں یہاں پر عوام کی ترجمانی کا حق کیوں دیا جا رہا ہے؟ میں گزارش کروں گا کہ وہ مہربانی فرما کر کابینہ اور وزیراعظم کو ہمارے جذبات سے آگاہ کر دیں اور حج Operators ختم کریں اور قرعہ اندازی سے جیسے میرے بھائی بلور صاحب نے، زاہد خان

صاحب نے ، حاجی عدیل صاحب نے بات کی ہے اور جس طرح محترم بڑے بھائی جناب اسحاق ڈار صاحب نے بات کی ہے ، اللہ کی قسم یہ بہترین تجاویز ہیں - ان کے اوپر فوری طور پر عملدرآمد کرایا جائے اور آج شام تک اعلان آنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی کاظمی صاحب۔ کاظمی صاحب indirectly ہم آپ کے اس کوٹے کے کیس کو support کررہے جو کیس آپ لے گئے تھے۔

سید حامد سعید کاظمی: میں پہلے تو یہ وضاحت کردوں ، مجھے نہیں پتا کہ یہاں پر جو لعنت بھیجی گئی اور سب کچھ کیا گیا ہے ، کس وجہ سے ؟ کس نے کہا تھا کہ Parliamentarians quota بیچتے ہیں اس لیے ہم یہ کوٹا بند کررہے ہیں ، مجھے تو نہیں پتا۔ کیبنٹ میں تو ایسی بات نہیں ہوئی۔ پریس میں ہماری طرف سے بھی کوئی بات نہیں ہوئی ہے۔ اب یہاں پر اگر کسی نے خود ہی اپنی طرف سے کہہ دیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، ایک پرانا statement آیا تھا اور کافی مسئلہ اٹھا تھا، آپ سے پہلے۔

سید حامد سعید کاظمی: جناب! کسی کا ہوگا، ہمیں تو نہیں پتا۔ ہم نے تو یہ بات نہیں کہی۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: ہم نے یہ بات کہی ہے کہ حج آپریٹرز نے کوٹا بیچا ہے اور Parliamentarians نے نہیں بیچا۔

سید حامد سعید کاظمی: جناب! یہ دو different چیزیں ہیں کہ جو Parliamentarians کا special quota ہے یا جنرل کوٹا یا لیبر کوٹا وغیرہ یہ ایک different issue ہے ، Tour Operators کا different issue ہے۔ ہم نے جو کوٹا ختم کیا ہے وہ discretionary quota جو گورنمنٹ سکیم میں تھا وہ ختم کیا تھا اور اس میں کسی پر الزام نہیں لگایا گیا تھا کہ کوئی کوٹا بیچتا ہے۔

(Interruption)

جناب ڈپٹی چیئرمین: مہربانی کرکے تشریف رکھیں۔

سید حامد سعید کاظمی: جناب! ابھی ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں، اگر یہ الفاظ نہ کہے ہوں کہ جو Parliamentarian ہیں ان پر لعنت-----

(Interruption)

سید حامد سعید کاظمی: جناب! ان کی جو رائے ہے میں اس کو ضرور آگے convey کر دوں گا۔ جناب! مولانا گل نصیب نے کہا تھا کہ یہ معاملہ ہمارا اپنا اکیلا نہیں ہے کہ ہم بیٹھ کر اعلان کر دیں، ہمیں سعودی گورنمنٹ کو confidence میں لینا پڑے گا کیونکہ سعودی گورنمنٹ کی طرف سے Private Tour Operators کو اس طرح چلانا ہمارا کام نہیں تھا۔ جناب! جہاں تک Parliamentarians کا کوٹا بحال کرنے کا سوال ہے، یہ ہماری کیبنٹ کا decision یہ وہاں سے ہو سکتا ہے لیکن جو Tour Operators کا جومعاملہ ہے اس کے لیے ہمیں سعودی گورنمنٹ کو confidence میں لینا پڑے گا اس کے بغیر ہم اکیلے یہ نہیں کر سکتے۔ جناب! Parliamentarians میں نیشنل اسمبلی کے ممبران بھی شامل ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بالکل۔ کاظمی صاحب جو آپ کے purview میں ہے وہ تو کریں۔ کاظمی صاحب! آپ وزیراعظم کو Parliamentarians کا کوٹا واضح کر دیں۔

سید حامد سعید کاظمی: ہم اس بارے میں اسمبلی سے بھی رائے لیں گے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! حکومت نے ایک چیز withdraw کی ہے اگر magnanimity کے ساتھ اس کو reverse کر دیں تو میں نہیں سمجھتا کہ کوئی نیشنل اسمبلی کا کوئی ممبر ایسا ہو گا جو اس کو dislike کرے گا یا اس کو oppose کرے گا۔ اب اس کو ایک لمبا issue نہ بنائیں۔ آپ PM سے بات کریں، ہم ان کو request کریں گے I am sure he will restore the quota.

سید حامد سعید کاظمی: جناب! دیکھیں جو تجربہ اور observation ہے اس کو negate کرنا یہ عقل کا تقاضا نہیں ہے۔ وہاں پر بہت سے MNAs نے resentment show کی ہے تو بہت سے ایسے بھی ہیں جنہوں نے کہا کاظمی صاحب بڑی مہربانی آپ نے ہماری جان چھڑا دی ورنہ لوگ ہمارے پیچھے پڑے رہتے تھے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ سینیٹ کی feelings پہنچا دیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: اگر ایسی بات ہے تو وزیر صاحب اس issue کو دو حصوں میں divide کر لیں۔ یہ سینیٹ کی consensus ہے کہ اس کو reintroduce کیا جائے۔ میں آپ کو حلفاً کہتا ہوں اور میں produce کر سکتا کہ first come first serve کے basis پر جو مجھے contact کرتا رہا ہے میرا PS اسے دیتا رہا ہے اور وہ لوگ میرے unknown تھے۔ جناب! مجھے حج کے بعد لوگ ملے اور کہا کہ ہم نے آپ کے لیے دعائیں کی ہیں۔ نیشنل اسمبلی کو decouple کیا جائے، اگر نیشنل اسمبلی نہیں چاہتی تو ان کی مرضی ہے۔ آپ سینیٹ کی feelings پہنچا دیں۔

سید حامد سعید کاظمی: میں سینیٹ کی feelings پرائم منسٹر کو convey کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بہت شکریہ۔ میں خود بھی ہاؤس adjourn کر کے جاؤں گا۔ I am also going to take it up with the Prime Minister after the prorogation.

ہم lunch break میں PM سے مل لیں گے۔ جی ملک عماد خان صاحب۔

نوابزادہ ملک عماد خان (وزیر مملکت برائے امور خارجہ): شکریہ جناب چیئرمین! جس طرح پچھلے دنوں بحث ہوئی تھی کہ ہمارے individuals سعودی عربیہ میں arrest ہوئے تھے اس حوالے سے میں بات کرنا چاہ رہا ہوں کہ اس معاملے کو سمجھنے کے لیے we have to see three aspects. ایک تو یہ ہے کہ جو individuals وہاں پکڑے گئے ہیں وہ سعودی حکومت کی نظر میں تو on the spot وہی بندے پکڑے گئے ہیں۔ دوسری بات جو ہماری plea ہے and we believe کہ وہ innocent ہیں اور ان کو پھنسایا گیا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ جو ان کا travel agent تھا اس کی enquiry کی جائے گی so we have to look at these things separately. اس میں یہ ہے کہ وہاں جو ہماری کونسلیٹ ہے انہوں نے بھی Foreign Ministry سے رابطہ کیا، وہاں پر ہمارا Representative سعودی Representative سے ملا۔ میں پچھلے دنوں بھی ہاؤس کے سامنے گزارش کر رہا تھا، اس دن بھی یہاں سے آواز اٹھی کہ may be I don't understand the seriousness of the case, no doubt sir, I knew about the seriousness of the case and I realize it even now but جو میں اس دن بھی گزارش کر رہا تھا، آج بھی گزارش کر رہا ہوں کہ ایک جو diplomatic channel ہے وہ ہمیں

follow کرنا پڑے گا۔ جو ہماری اپنی concerns ہیں، وہ ہم raise کر رہے ہیں، ہر level پر raise ہوئیں، ministers بھی گئے، بابر غوری صاحب گئے، پرائم منسٹر صاحب نے سعودی سفیر کو بلایا، Foreign Office میں بھی Saudi Ambassador آئے تو ہم نے یہ سارے concern raise کیے کہ یہ individuals ہماری نظروں میں innocent ہیں اور there is a larger conspiracy behind it. جو gang ہے وہ travel agents وہ involved ہیں۔ Obviously ابھی جو further action ہوگا یعنی کہ انہیں acquit کرنے کا یا اس طرف جو بھی move ہو گی، firstly it will depend جو ہماری findings ہوں گی regarding those individuals involved from here اچھا secondly یہ ہے کہ ان کی contention تو یہی ہے کہ جو man on ground پکڑا گیا ہے، وہ ابھی arrested تو ہوگا لیکن ہم نے یہی اپیل کی ہے کہ جب تک concrete evidence یہاں سے نہیں دیا جاتا یا ان کی innocence جب تک prove نہیں ہوتی تو تب تک ان کے خلاف criminal proceedings روکی جائیں۔ Normally جو consular access وہ دیتے ہیں، it is a long procedure, it takes about two weeks but in this case, we are expecting کہ آج ہمارا representative detainees سے مل پائے گا اور اس کے بعد مزید facts کی detailed report سامنے آجائے گی۔

میں House کو یہ assurance دینا چاہتا ہوں کہ ہماری Interior Ministry, locally inquiry کر رہی ہے اور as far as the Foreign Ministry is concerned یہاں جو سعودی ایمبیسی ہے، ان کے ساتھ بھی matter ہم نے take up کیا ہوا ہے اور جو ہمارے مشن سعودی عریبیہ میں ہیں، انہوں نے بھی یہ issue take up کیا ہوا ہے سعودی وزارتِ خارجہ کے ساتھ۔ It is a lengthy process because آپ خود دیکھیں کہ یہ ایک کافی complicated issue ہے اور اس کی دو تین stages بن گئی ہیں اور انشاء اللہ، اس میں بہتر outcome ہوگی۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! یہ اقدام ان کا incident related بالکل اچھا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میڈیا یہ hype create نہ کرتا تو شاید کچھ بھی نہیں ہونا تھا۔ میرے خیال میں ان بے چاروں کا ادھر ہی سر قلم کیا جاتا کیونکہ ان کے possession میں تو تھی۔ کس نے بھیجا،

کیسے بھیجا؟ جناب! اگر وہاں یہ equipment, auto-cargo process میں لگا ہوا ہے، اس میں پتا چل جاتا ہے کہ اس میں وہ چیز ہے کہ نہیں، UAE میں بھی اور سعودیہ میں بھی ہے، policy action یہ چاہیے کہ یہ اس equipment کو پاکستان میں install کروائیں۔ بجائے اس کے کہ وہ بندہ وہاں جا کر پکڑا جائے، وہ جب یہاں سے احرام اور کپڑوں میں جاتا تو یہاں پاکستان میں indicate ہونا چاہیے تھا کہ اس بکس میں کوئی ایسی چیز ہے۔ چونکہ میڈیا نے اتنا hype create کیا کہ نہ سعودی ambassador اس کو avoid کر سکا، نہ Foreign Office avoid کر سکا۔ اس سے پہلے کئی بے چارے پاکستانیوں کے سر قلم ہوئے، کوئی پتا نہیں کہ وہ خود لے کر گئے ہیں یا ان کو use کیا گیا ہے God knows اسی طرح یہ بھی ہے کہ کل رات میں نے ٹی وی پر دیکھا کہ وہ tour operators جن پر الزام ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے سے کچھ لینا دینا ہی نہیں ہے۔ میری request یہ ہے کہ اصل خدمت یہ ہو گی کہ policy initiative لیں، اب UAE اور سعودیہ سے discuss کریں کہ how they detect. وہی screening equipment پاکستان میں لگالیں تا کہ جب کوئی یہاں سے نکلے تو یہیں پکڑا جائے بجائے باہر جا کر پاکستان کی بدنامی ہو تو یہ مہربانی کریں، اس پر کچھ action لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ملک عماد صاحب۔

نوابزادہ ملک عماد خان: جناب! یہ ڈار صاحب کی بہت اچھی تجویز ہے اور I will take up this matter with the Interior Ministry because یہاں سے جو باہر جاتے ہیں یا ایئرپورٹ سے جاتے ہیں وہ ہمارا domain نہیں بنتا، وزاتِ داخلہ کا domain ہے۔ But obviously, it is a very good proposal اور میں اس سے agree کرتا ہوں۔ Secondly یہ جو ڈار صاحب فرما رہے تھے کہ ان بے چاروں کو شاید جیل میں ہی سزا مل جاتی ہے، میں یہ گزارش کروں گا کہ no doubt this incident was highlighted late لیکن عام طور پر ہوتا یہی ہے کہ it is either the media which informs us یا ان کے جو ورثاء ہوتے ہیں، ہماری ایمبیسی as I said کہ وہ اپنے functions ادا کر رہی ہوتی ہے in a responsible way اور جو بندہ in prison ہوتا ہے there are two three ways, we find out about him. One is through his relatives یا میڈیا سے یا کسی بھی source سے۔ So, the moment we find out, then we act on it as in this case also. Thank you sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین: ظفر علی شاہ صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے تھے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب! ایک منٹ، ڈار صاحب نے بھی اس چیز کی طرف توجہ دلائی ہے۔ سعودی عرب اور Gulf میں بہت سارے پختون، سندھی، پنجابی اور بلوچی بھی قید ہیں، ان کے متعلق ہمیں detail بتائی جائے جو سالہا سال سے قید میں ہیں۔ یہ تو چونکہ طاقتور لوگ تھے، ان کی بات ہو گئی۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ایسے generally آپ information دے دیں بعد میں officially کر لیں گے۔

نوابزادہ ملک عماد خان: جناب! میں گزارش یہی کروں گا کہ بہت سارے ملکوں میں ہمارے پاکستانی شہری detained ہیں اور ان کو ہم neglect نہیں کرتے۔ جو بھی facility ممکن ہو ان کو فراہم کرتے ہیں as far as prosecution is concerned or even humanitarian assistance depending on the country جہاں وہ detained ہیں وہ ہم provide کرتے ہیں۔ میں گزارش کروں گا حاجی عدیل صاحب سے یا anybody who wants to seek اس میں ہمیں تو کوئی bias نہیں ہے کسی چھوٹے province کے خلاف they are all Pakistani citizens abroad اور بہت سارے ممالک میں ہیں، اگر کسی کے بارے میں particularly پوچھنا چاہتے ہیں یا generally تو fresh question بھی put کر سکتے ہیں، میرے پاس بھی آسکتے ہیں۔ اسی لیے ہم لوگ بیٹھے ہیں اور ہمارا اسٹاف بھی، we are willing to assist them.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی بنگش صاحب! چونکہ آپ نے اس دن یہ مسئلہ اٹھایا تھا۔

سینیٹر عبدالنبی بنگش: جناب چیئرمین! میں نے یہاں پہلے بھی عرض کیا تھا، honourable State Minister یہاں پر تھے، ہمارے جو پاکستانی ہیں اس وقت UAE میں especially کوئی ان کو legal aid یا کوئی بھی دوسری مدد provide نہیں کی جا رہی ہمارے مشن کی طرف سے۔ جس طرح پہلے بھی میں نے عرض کیا تھا، بدقسمتی سے ہمارے missions صرف VIP movement کے لیے use ہوتے ہیں۔ کوئی بندہ اپنا کام، اپنے طور پر نہیں کر پا رہا۔ میں وہاں پر ایک welfare organization کا member ہوں، میں نے اس وقت بھی کہا تھا کہ اگر ہم بذاتِ خود کام

کریں پھر تو بعض لوگ یہ کرلیتے ہیں، otherwise پاکستانیوں کا وہاں پر کوئی پرسانِ حال نہیں ہے جبکہ UAE میں لاکھوں کی تعداد میں ہمارے پاکستانی ہیں۔ میری گزارش ہوگی معزز وزیرِ مملکت سے کہ یہ official visit کریں، ہم ان کو invite کرتے ہیں، وہاں پر آئیں، خود حالات کا جائزہ لیں اور اس کا تدارک کریں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ ظفر علی صاحب! مختصر رکھیں کیونکہ ابھی Minister of Finance کی اور commitments بھی ہیں، وہ کہہ رہی ہیں کہ آپ اپنی recommendations پر بحث کرائیں تاکہ ہم آگے بڑھیں۔ جی ظفر علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! شکریہ آپ کا، میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں اور مجھے احساس ہے House کے وقت کا بھی۔ آج ابھی آپ نے دیکھا کہ سعودی عرب کے حوالے سے بات ہوئی، نظر اس طرح آتا ہے کہ یہ شاید کوئی لہر چلی ہے پاکستان کو پوری دنیا میں بدنام کرنے کی اور پاکستان کو victimize کرنے کی، تو اسی سلسلے کی ایک اور کڑی ہے، میں جناب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ شاید میں نہ لاتا کہ اگر اس کا direct تعلق پاکستان سے نہ ہوتا اور پھر further اس کا direct تعلق پارلیمنٹ سے نہ ہوتا۔

جناب چیئرمین! آج almost پاکستان کے تمام daily newspapers میں ایک story break ہوئی ہے اور فرانس کی date line سے، اس میں 2002ء میں آپ کو یاد ہوگا کہ کراچی میں فرانس سے تعلق رکھنے والے 11 engineers کو قتل کردیا گیا تھا، ایک terrorism attack ہوا تھا اور جس کی بعد میں تفتیش چلی وغیرہ۔ آج story break ہوئی ہے اس کی اور اس story میں پاکستان پر اور پاکستان کے صدرِ محترم جناب آصف زرداری صاحب پر by name اور آصف زرداری صاحب جو نہ صرف ملک کے صدر ہیں، پارلیمنٹ کا حصہ ہیں، پارلیمنٹ کا part and parcel ہیں، آج اتنے naked الزامات جن میں پاکستان کی طرف سے دفاعی devices, sub-marines کی خریداری کے سلسلے میں کمیشن کا ذکر آیا ہے اور وہ linked ہیں 11 engineers سے۔ یہ الزام ہے۔ میں یہ الزام نہیں لگا رہا بلکہ میں یہ clear کردینا چاہتا ہوں، یہ نہ سمجھا جائے کہ میں ایک سیاسی کارکن ہوں اور میرا کسی جماعت سے تعلق ہے اور میں شاید کوئی ملبہ پھینک رہا ہوں۔ میں ملبہ نہیں پھینک رہا، بلکہ میں اپنے Foreign Office سے، اپنے لیڈر آف دی ہاؤس سے، اپنے Foreign Minister sahib سے

پوچھتا ہوں کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ میں تو یہ مطالبہ کروں گا آپ کی وساطت سے کہ آج فرانس کے ambassador کو بلا کر پوچھا جائے کہ پاکستان کو کیوں بدنام کیا جا رہا ہے؟ اس story کے پیچھے کیا ہے؟ حقائق کیا ہیں؟ وہ کون سی company اور کون سی agency تھی جس نے sub-marine بیچے ہیں اور وہ کون لوگ تھے جو involved ہیں اور جن پر کمیشن کا الزام لگا ہے؟ جنابِ چیئرمین! یہ بہت sensitive matter ہے، اس کو lightly نہ لیا جائے۔

جنابِ چیئرمین! بدقسمتی یہ ہے کہ دونوں واقعات آج چھپے ہیں۔ ایک اور واقعہ بھی اسی طرح معزز رکنِ پارلیمنٹ کے بارے میں ہے جو کہ سینیٹر ہیں اور جن کا تعلق فاٹا سے ہے۔ ایک لمبی story چھپی ہے کہ 21 secret bank accounts سے رقم ان کے تین ملازمین کے ذریعے آتی ہے اور پھر terrorism کے لیے تقسیم ہوتی ہے۔ جناب چیئرمین! اگر اس طریقے سے پاکستان کے سب سے بڑے superior ادارے جو کہ ہمارے political system کی base ہے پارلیمنٹ، اگر اس کے اراکین پر، صدر محترم پر اس قسم کے الزامات، میں سمجھتا ہوں کہ وزیر داخلہ کو کمیٹی بٹھانی چاہیے وہ کمیٹی اس بارے میں تحقیقات کر کے، اس معزز ایوان کے سامنے رپورٹ پیش کرے کہ حقائق کیا ہیں؟ تاکہ ہمیں اس معاملے کا پتا چل سکے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ Leader of the House has taken the notice ان دونوں معلاملات پر اگلے اجلاس میں بات ہو گی کیونکہ آج ہم اجلاس ختم کر رہے ہیں۔

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری (قائد ایوان): جناب والا! میں ایک گزارش کروں گا کہ French news کے بارے میں جو incident ہے categorically I would like to state یہ واقعہ 2002ء کا ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب ایک فوجی آمر نے جناب آصف علی زرداری کو جیل میں بند کیا ہوا تھا۔ وہ 1996ء سے زیر حراست تھے، he was behind the bar اور یہ تو ایک false and concocted story ہے، we categorically condemn this with certainty; this issue would be taken up by the Foreign Office with the Ambassador of the France in Pakistan لیکن میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ آزاد میڈیا کی یہ خبر کیوں نہیں ہے کہ 2002ء میں جو شخص قید میں ہو اس کو اس واقعہ میں ملوث کرنے

کی کوشش کی جا رہی ہے۔ We condemn all these statements given by any inquiry committee. دوسری بات انہوں نے۔۔۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی۔ دوسری بات ہم تھوڑا آگے بڑھتے ہیں اگر ہم اس میں پھنس گئے تو آپ کا bill رک جائے گا۔

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری: دوسری عرض یہ ہے کہ شاہ صاحب نے ایک ممبر کے بارے میں کہا، مناسب یہ ہوتا کہ وہ یہ بات جن فاضل ممبر صاحب کے بارے میں کہہ رہے ہیں اگر وہ ان کی موجودگی میں بات کرتے تو he would have been in a position to give his version also. شاہ صاحب ان کی موجودگی میں بات کریں تو that can be replied by him.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی طارق عظیم صاحب۔ please be brief.

سینیٹر طارق عظیم خان: جناب والا! اس میں ہمارے صدر صاحب کو تو involve کیا گیا ہے وہاں پر internal French politics بھی ملوث ہے۔ اس کو وہاں پر reverse kick back کے نام سے کہا گیا ہے کہ یہ reverse kick back ہے۔ یہ پیسہ پاکستان میں آنا تھا اور اس کے بعد واپس جانا تھا، نکولس سرکوزی جو موجودہ صدر ہیں یہ اس وقت کے French Prime Minister Mr. Advert Bolard کے Campaign Manager تھے۔ یہ پیسہ ان کی campaign میں استعمال ہونا تھا۔ یہ فرانس کا internal matter ہے اور پاکستان کو اس میں گھسیٹا جا رہا ہے۔ میں شاہ صاحب سے agree کرتا ہوں کہ French Ambassador کو بلا کر ان سے پوچھا جائے کہ ہمارے صدر صاحب کو اس میں کیوں گھسیٹا جا رہا ہے؟ جبکہ یہ بات 1995ء کی ہے اور اس وقت 5.5 billion French Franc کا معاملہ تھا۔ Agosta Submarine ہماری بحری فوج کے لیے بہت important ہے اور ابھی جب صدر زرداری صاحب فرانس گئے تھے تو ان کو ہم نے Agosta Submarine کا معاملہ renew کیا ہے۔ Although, ہماری بحری فوج نے کہا ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ German Submarine لی جائے۔ اس میں بہت ساری implications ہیں، یہ معاملہ اتنا simple نہیں ہے۔ وہاں کے prosecutor نے کیونکہ اس کو take up کیا ہے تو یہ ongoing saga

بن جائے گا، اس لیے میں شاہ صاحب سے agree کرتا ہوں کہ French Ambassador کو بلا کر اس معاملے کی تہہ تک جایا جائے کہ اس میں کیا ہے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ملک عماد صاحب briefly take the House into confidence.

نوابزادہ ملک عماد خان: جس طرح already بخاری صاحب نے فرمایا کہ media speculation ہے اور یہ غلط impression create کرنے والے articles ہیں تو we condemn those but however جو concern ہے وہ genuine ہے and we will take up the matter.

Discussion on Motion for Recommendations On the Finance Bill 2009-10

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Now let's move on to Item No. 3, further consideration of the following Motion moved by Hina Rabbani Kher Sahiba. Motions for Recommendations on the Finance Bill, Professor Khurshid Sahib please move.

آپ کے ساتھ میر حاصل بزنجو، مشاہد اللہ خان، پرویز رشید اور عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب ہیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! پہلی بات میں آپ کی اجازت سے کہنا چاہتا ہوں کہ میں کل سہ پہر کے اجلاس میں موجود نہیں تھا تو اس وقت unanimous recommendations غالباً approve ہو گئی ہیں۔ میں بہرحال اپنے آپ کو ان سے پوری طرح associate کرتا ہوں اور یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ سینیٹ کے تمام اراکین اور اس کی Finance Committee نے ہر سال کی طرح بھرپور محنت کے ساتھ حصہ لیا ہے اور انہوں نے بڑی concrete چیزیں پیش کی ہیں۔ اگر آپ ان کا جائزہ لیں تو ان میں چار major categories ہیں۔ پہلی category کا تعلق قانونی اصلاحات سے ہے اور اس میں لفظی نہیں substantive recommendations دی گئی ہیں۔ دوسری کا تعلق budget making کے طریقے سے ہے۔ ہم اس بات کو بار بار کہہ رہے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ یہ بہت مرکزی مسئلہ ہے کہ budget making کا process بدلنا چاہیے، اس میں پارلیمنٹ کا، stakeholders کی مشاورت اور involvement ہو، in

depth سینیٹ بھی اور قومی اسمبلی بھی ان چیزوں کو examine کریں۔ اس سلسلے کی جو سات آٹھ proposals Senate نے دی ہیں، یہ بڑی بنیادی ہیں۔ میں توقع رکھتا ہوں کہ حکومت اس معاملے میں ماضی کی حکومت کی طرح سہل انگاری سے کام نہیں لے گی بلکہ اس کو take up کرے گی اور جو Constitutional Reform Committee بنی ہے، میں سمجھتا ہوں اسی کو take up کرنا چاہیے کہ جن چیزوں میں دستور میں ترامیم کی ضرورت ہے، وہ بھی کی جائیں۔

Mr. Deputy Chairman: Is the Motion opposed.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جی۔ ابھی میں اس طرف آرہا ہوں۔ میں پہلے، تمہید عرض کر رہا ہوں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب والا! پہلے یہ Motion move کریں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اچھا پہلے Motion move کرلیں please.

Senator Professor Khurshid Ahmed: The Senate of Pakistan recommends that the budgetary allocation for Defence be frozen at the amount of revised budget for 2008-09.

Mr. Deputy Chairman: Is it opposed. O.K opposed. جی اب آپ اس بارے میں اظہار خیال کریں۔contention پروفیسر صاحب برائے مہربانی اب

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! ملک کا دفاع ہم سب کو برابر عزیز ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے دفاع کے باب میں ان مواقع پر بھی کہ جہاں پر ہمیں تحفظات ہیں جو مطالبہ، جو ضروریات ہماری Defence Forces نے identify کیں، اس قوم نے قربانی دے کر انہیں فراہم کیں۔ مجھے یہ کہنے میں بھی کوئی باک نہیں ہے کہ جہاں ہم فوج کے سیاسی کردار کے مخالف ہیں، اس سے ملک کو نقصان پہنچا ہے، فوج کو نقصان پہنچا ہے، وہیں محض دفاع کی حد تک جو خدمات فوج نے انجام دی ہیں، اس پر ہمیں فخر ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ فوج مکمل طور پر دفاعی معاملات میں اپنے آپ کو مصروف رکھے اور سیاست سے اپنا دامن مکمل طور پر بچا کر رکھے۔

اس وقت جس بنا پر ہم نے یہ proposals پیش کیے اس کی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ ہم اس بات پر focus کرنا چاہ رہے ہیں کہ اس وقت فوج کو ایک ایسی آزمائش میں ڈال دیا گیا ہے، ایک ایسے

امتحان میں ڈال دیا گیا ہے جو ہماری نگاہ میں پاکستان کے مفاد کے مطابق نہیں ہے اور بیرونی دباؤ کے تحت یہ کام کیا جا رہا ہے۔ ہم نے اس کی ہر platform پر مذمت کی ہے، اختلاف کیا ہے اور اس موقع پر بھی اپنے اس اختلاف کو record کرانے کے لیے ہم یہ تجویز میں لا رہے ہیں لیکن یہ صرف اس پر منحصر نہیں ہے، آپ نے دیکھا ہو گا کہ ہم یہ تجویز بھی لا رہے ہیں کہ ملک میں اس وقت جو مالی crisis ہے اس سے نکلنے کے لیے پہلی priority, expenditures کو قابو میں کرنا ہے۔ آپ ٹیکس لگا کر لوگوں پر مزید بوجھ ڈال رہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں ٹیکس ضرور دینا چاہیے لیکن اس سے پہلے ہم یہ دیکھیں گے کہ جو آمدنی حکومت کے پاس آتی ہے، وہ کہاں پر استعمال ہو رہی ہے؟ وہ صحیح استعمال ہو رہی ہے کہ غلط استعمال ہو رہی ہے۔ جب تک آپ expenditures کو control نہیں کریں گے fiscal discipline اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا ہے۔ اس لیے ہم نے تجویز دی ہے کہ non-developmental expenditures میں 25% کمی کی جائے۔ اس context میں آپ دیکھیں کہ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ فوج میں آپ 25% کمی نہ کریں لیکن کم از کم اس کو اس figure پر freeze کر دیں جو 2008-09 کی actual ہے اور جو budgeted سے کئی ارب زیادہ ہے تو اس بنا پر میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ defence کا مسئلہ ہمارے لیے بہت اہم ہے لیکن defence کا rationalization اس کا financial discipline یہ بہت ضروری ہیں۔

تیسرا point میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ گو اب ایک سطر سے بڑھ کر ڈیڑھ صفحے کا defence budget ہمارے سامنے آ رہا ہے لیکن ہم اس پر مطمئن نہیں ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ defence budget اپنی تمام ضروری تفاصیل کے ساتھ صرف ان باتوں کو محفوظ رکھتے ہوئے جو highly sensitive ہیں اور ان کے لیے بھی in camera Committees میں بات چیت ہو سکتی ہے اور ہونی چاہیے لیکن باقی تفاصیل قوم کے سامنے آنی چاہییں اور اسی طرح Public Accounts Committee کے سامنے بھی صرف ان کا internal audit نہیں بلکہ ان سارے پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے ہم یہ مختصر تجویز پیش کرتے ہیں تاکہ سینیٹ کے اراکین کے جذبات قوم کے سامنے آ سکیں کہ ہم دفاع کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں لیکن دفاع کے نام پر جو اخراجات کیے جا رہے ہیں ان سب کے بارے میں ہمیں معلومات نہیں ہیں اور اس لیے ہم تجویز کرتے ہیں کہ گو ہم اس پر cut نہیں لگا رہے لیکن کم از کم اتنا ہم چاہتے ہیں کہ 2008-2009 کے level پر اسے freeze کر دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر پرویز رشید صاحب۔

سینیٹر پرویز رشید: جناب والا! میں مختصراً صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ حقیقت ہے کہ پاکستان میں دفاع کے نام پر جو رقم مختص کی جاتی رہی ہے وہ پاکستانی عوام کی جانب سے محافظ وطن اداروں کے لیے ایک عظیم قربانی اور ایثار رہا ہے کیونکہ پاکستانی قوم نے غربت، جہالت اور بیماری کو اپنے گلے سے لگائے رکھا لیکن دفاعی اخراجات پر کبھی کوئی قدغن نہیں لگانے دی۔ اس قربانی کو ساٹھ سال سے جو پاکستان کے غریب عوام نے دی ہے پیش نظر رکھتے ہوئے آج جب پاکستانی قوم کے نمائندوں کی طرف سے یہ اصرار کیا جاتا ہے اور مطالبہ کیا جاتا ہے کہ دفاعی بجٹ کو نہ صرف ایک خاص حد پر لا کر freeze کر دیا جائے جو کہ اس motion 2008-2009 کی حد ہے اور دفاعی اخراجات کے بارے میں پارلیمنٹ کو اعتماد میں بھی لیا جائے اور جیسا کہ میرے فاضل senior parliamentarian پروفیسر خورشید احمد صاحب نے فرمایا کہ ہم سوائے ان اخراجات کے جن کا تعلق انتہائی حساس معاملات سے ہو، باقی اخراجات جن کا تعلق روزمرہ سے ہے اور یقیناً جن پر پیشتر اس کے بھی گفتگو ہوتی رہی ہے ان کو پارلیمنٹ کے علم میں لانا ضروری ہے۔ میں اس موشن کی حمایت کرتا ہوں اور میں اپنے حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے parliamentarians سے بھی درخواست کروں گا کہ پاکستانی قوم کے لیے یہ انتہائی اہمیت کا حامل motion ہے اس لیے براہ مہربانی وہ بھی اس کی مخالفت نہ کریں اور اس کی حمایت کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر عبدالرحیم مندوخیل صاحب۔ Please make a short statement.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے بجٹ میں ہمیں سینیٹ کی سفارشات کے حوالے سے cut motions پیش کرنے کا موقع دیا۔ Motion یہ ہے کہ Senate of Pakistan recommends that budgetary allocation for Defence be frozen at the amount of revised budget for 2008-2009. اس پر اپنے طور پر ایک بات کرتا ہوں لیکن اس وقت میرا مسئلہ دوسرا ہے وہ یہ ہے کہ سالانہ بجٹ میں جو بھی allocations ہوتی ہیں خواہ پانی ہو، بجلی ہو، سڑک ہو، تعلیم ہو، صحت ہو، ہمارے صوبے کے حوالے سے جب اس کی تمام رقم دیکھیں تو صرف nominal قسم کی ہے کہ فلاں

جگہ پانی کے لیے سات بلین کا خرچہ ہے تو اس جگہ کوئی پانچ کروڑ روپے سبکزئی ڈیم کے لیے لکھ کر دے دیا ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارے صوبے کے حوالے سے صرف nominal قسم کی رقم دی جا رہی ہے۔ پچھلے سال جناب والا! میں نے جو سفارشات پیش کی تھیں وہ ہماری کمیٹی کے محترم اراکین نے سینیٹ سے متفقہ طور پر recommend کر کے قومی اسمبلی بھیج دیں لیکن قومی اسمبلی نے ان پر کوئی غور ہی نہیں کیا کہ یہ ضروری ہی نہیں ہے اور وہ تمام projects جو ہم نے recommend کیے تھے اور یہاں PSDP کے سامنے جو ان کی کمیٹی تھی بلکہ جو متعلقہ محکمے تھے ہم نے دلائل سے ثابت کیا کہ یہ cases ہونے چاہیئں لیکن اس پر کوئی بات نہیں ہوئی۔ اب جب ہم نے نئے PSDP اور دوسرے بجٹ میں دیکھے جناب والا! میں نے وہی recommendations دہرائی تھیں جو پچھلے سال 2009-2008 کی recommendations تھیں۔وہ باقاعدہ 72 paragraph پر ہم نے دیے تھے تو میں نے انہی کو reaffirm کیا ہے جن میں اہم چیز یہ ہے کہ ڈیرہ اسماعیل خان سے ژوب تک ،ڈیرہ غازی خان سے لورالائی high transmission line پر خرچہ کریں تو اس سے ہمارے صوبے کی بجلی کا مسئلہ جو صرف چند سو میگاواٹ کا مسئلہ ہے ،وہ مکمل ہوتا، اور ہمیشہ کے لیے ہمارا مسئلہ حل ہوتا، یہ ماہرین نے کہا ہے لیکن اس کے بارے میں کوئی غور ہی نہیں کیا گیا۔

اسی طرح حکومت کو بار بار ماہرین نے بتایا ہے پانچ سو میگاواٹ کا گرڈاسٹیشن اگر کوئٹہ میں قائم ہوجائے تو تمام صوبے کی electrification کا مسئلہ کئی سالوں کے لیے حل ہوجائے گا۔ اس طرح پانی کے بارے میں صوبائی حکومت نے ۷۵ بلین دیے تھے ہمارے صوبے میں زرعی طور پر کافی potentials ہیں، وہاں پانی کافی ہے اور زمین بڑی زرخیز ہے اگر اس پانی کی سٹوریج ہو تو ہمارے غلے، سبزی، میوے کے لحاظ سے تمام ملک کا مسئلہ حل ہوتا ہے اور اس پر سب ماہرین متفق ہیں لیکن جناب بےادبی معاف ، آپ نے پلاننگ کمیشن کے ماہرین دیکھے ہیں - ان کو ہمارے صوبے کے بارے میں کیا علم ہے۔ وہ National Economic Council میں پروجیکٹ لے جاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ وہ drop ہوگیا۔ جناب والا! ہماری کمیٹی میں ہماری یہ سفارشات ۱۵ جون سے زیر بحث ہیں - بڑا

افسوس ہے کہ کمیٹی کی رپورٹ میں صفحہ ۴۴ پر آپ دیکھ سکتے ہیں جو میری سفارشات ہیں اس میں ایک پارلیمنٹری کمیٹی بلوچستان کی سفارشات تھیں۔ یہاں پر لکھا ہوا ہے کہ referred to the Prime Minister Secretariat. اس کے بعد پیرا گراف ۲،

Recommendation No.72 from one to ten. The Senate of Pakistan in the Finance Bill 2008 is re-affirmed so that for the following development projects of Balochistan, special and adequate allocations be made for execution and implementation of these projects on fast track basis.

یعنی پچھلے سال تمام کمیٹی متفق تھی تمام سینیٹ متفق تھا۔ جناب والا! کہ یہ پراجیکٹ ضروری ہیں۔ ان کی allocation ہونی چاہیے لیکن کل کمیٹی نے جو کام کیا تو بڑی حیرت ہوئی۔ اس میں نیچے الفاظ استعمال کئے ہیں .withdrawn جناب والا! اس میں تمام وہ ہمارے مسائل مثلاً پولیس اور لیویز۔ پولیس کے لئے allocation کوئی 7 ارب کی مجموعی طور پر ہو رہی ہے۔ اس میں آپ سب کو معلوم ہے کہ politically بھی اب فیصلہ ہو گیا ہے کہ وہ علاقے جو پولیس کے حوالے ہوئے ہیں ان کو واپس لیویز کے حوالے کیا جائے گا۔ اس میں ابھی چند دن پہلے پانچ یا چھ ڈسٹرکٹس کو صوبائی حکومت نے already "بی" علاقہ قرار دیا ہے۔ اب اس صورتحال میں یہ تمام جو پراجیکٹس ہیں، جناب والا! جب آپ 09-2008 اور 10-2009 کے بجٹ کو دیکھیں گے تو اس میں 60 بلین کا خرچہ بھی ہو رہا ہے۔ اس سے زیادہ خرچہ بھی ہے اور یہاں ایک لفظ 09-2008 میں لکھا ہوا ہے کہ 10 بلین کی allocation ہے for small and large dams کوئی نام نہیں ہے تمام صوبے میں کہ یہ ڈیم کہاں بنیں گے یعنی مجموعی طور پر صوبے کے پشتون، بلوچ علاقے میں ان پراجیکٹ کی allocation نہیں ہے بلکہ یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں کہ withdrawn. اب اسی طرح جناب والا! ریلوے، انگریز کے زمانے میں-----

جناب ڈپٹی چیئرمین: مندوخیل صاحب! اس طرح بریف کرتے جائیں کہ ہم آگے بڑھیں۔ Repeat نہ کریں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: نہیں، جناب والا! میں نے یہاں House کے سامنے رکھنا ہے تاکہ House کو معلوم ہو کہ مسئلہ کیا ہے اور مسئلہ کیا تھا؟ جناب والا! ہم یہاں سینیٹ میں

اس لئے آئے ہیں کہ ہم دیکھیں کہ ریلوے 1940 سے پہلے وہاں بنا ہوا تھا۔ ہم students تھے اور ہم ژوب سے کوئٹہ اسی ٹرین میں جایا کرتے تھے۔ یہاں پالیسی میکرز نے اعلان کیا ہے کہ اس کو rollback کرو۔ ہمارے لوگ بڑے غریب لوگ ہیں لیکن جناب والا! وہ ریلوے لائن اپنی جگہ پر تھی اور لوگوں نے کوئی مداخلت نہیں کی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: تھوڑا سا بریف کریں کیونکہ اور بھی لوگ ہیں۔ چار، چار منٹ کی تقریر ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! عرض یہ ہے کہ یہ ہمارے سینیٹ کے ممبران کو۔۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: آپ یہاں پر ابھی لسٹ نکالیں۔ جو تجویز ہم نے دی ہے وہ یہی تجویز ہے یہ grid کا اور یہ transmission lines کا۔ آپ دیکھیں ہم نے یہ تجویز دی ہے لیکن آپ یہاں PSDP میں دیکھیں گے۔ دیگر علاقوں کو بغیر پچھلی recommendations کے ان کو دیئے گئے ہیں لیکن ہمارے علاقوں کو نہیں دیئے گئے ہیں۔ عرض یہ ہے کہ یہ ریلوے کے حوالے سے اس کو پھر contract پر دیا گیا ہے، rollback کیا، تین کروڑ روپے انہوں نے نقد جمع کئے یعنی ریلوے کی فروخت سے لیکن اب اس کو بالکل سرے سے ہی ختم کر گئے۔ یہ دوسری بھی اس میں شامل ہیں اور انہوں نے اس پر withdraw کیا ہے یعنی کیسے withdrawn ہوا؟ بہرصورت میں اس کے حوالے سے اتنا عرض کروں گا کہ جب ہمیں کوئی بجٹ آپ دیں گے ہی نہیں اور یہاں پر جو بھی ہوگا، جو بھی بوجھ ہوگا، taxes ہوں گے اور دوسری چیزیں ہوں گی وہ ہیں لیکن ہمارے لئے، میں سڑک کے بارے میں کہوں گا کہ کوئی سڑک یا Highway وغیرہ by name آپ سمجھے نہیں ہیں بلکہ صرف کارپٹ کرکے، پھر وہ متعلقہ انجینئر کی مرضی ہے کہ وہ دینا چاہے یا نہ دینا چاہے۔ تو میں اپنے طور پر اور واضح طور پر اس بجٹ کے سیشن میں احتجاجاً جناب والا! واک آؤٹ کرتا ہوں اور میں بجٹ کے affairs میں بالکل نہیں بولوں گا بلکہ جس طرح یہاں معزز ممبران بجٹ کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں، کس کو دینا چاہتے ہیں، نہیں دینا چاہتے اس سے ہم بالکل لاتعلق ہیں۔ ہماری کوئی حیثیت نہیں ہے تو پھر ہم واک آؤٹ کرتے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: میں بھی اس حوالے سے واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس موقع پر سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل اور سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! آپ کی اجازت سے۔ جو بات ہمارے محترم بھائی عبدالرحیم مندوخیل صاحب نے کہی ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ ہم نے پہلے بھی recommend کیا تھا اور اس بار بھی recommend کیا ہے۔ غالباً کہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے کہ اس کو پلاننگ کمیشن میں جانا چاہیے اور انہوں نے اس کو PSDP میں شامل کرنا ہے۔ Referred to Planning Commission. تو اس لئے اس کا اضافہ کیا جائے۔ میں ان کو بلاتا ہوں آپ بھی کوشش کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نیئر بخاری صاحب! کسی کو بھیج دیں۔ جی میڈم منسٹر صاحبہ۔

Ms. Hina Rabbani Khar (Minister of State for Finance, Economic Affairs and Statistics): Thank you Mr. Chairman.

جناب چیئرمین! پہلے تو میں اس بات کی تائید کروں گی کہ اگر اس میں کوئی oversight ہو گئی ہے۔ جناب چیئرمین! اگر پلاننگ کمیشن کی oversight ہو گئی ہے تو پھر بھی I don't think کہ اس کو ایک مرتبہ پھر دیکھنے میں کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے اور ہم بھی اس کو support کریں گے۔ جناب چیئرمین! یہ جو motion move کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: پچھلی دفعہ جو recommendations گئی تھیں وہ تو دوبارہ جانی چاہییں۔ بس جلدی میں we have short of time. یہ مسائل رہے۔

Ms. Hina Rabbani Khar: Mr. Chairman, this Motion, which has been moved, recommends the budgetary allocations for defense to be pulled at the amount of the revised budget for 2008–09, clearly, Mr. Chairman, in these circumstances the government will not be in a position to be able to look at this and we will certainly oppose this.

Mr. Chairman, first of all, as has traditionally been done, Pakistan's Defense Budget has been measured against our neighbour that is something which we are not even pushing right now because, I think, if you look at the percentage of increases over the real percentage of increases which would mean that the increase minus inflation of our neighbourly country which are obviously exorbitant. So, we are, by no means in an arms race but clearly we cannot also ignore the insurgency which is continuing within your country, the war that you are fighting on your borders, your western borders and within the country. So, in these circumstances, Mr. Chairman, I would have thought that this House or both the Houses of Parliament, frankly speaking, would support and rather endorse a further increase, if possible, I thought the debate would be, as to why the increase has been a nominal 11% from the revised budget because you know that the total allocation right now is about 343 billion rupees for the entire armed forces of this country.

So, Mr. Chairman, with those words, let me just say that we would obviously vehemently oppose it and will consider ourselves not be in a cooperation.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. I now, put the recommendations before the House.

(The motion was negatived.)

Mr. Deputy Chairman: The recommendation is rejected. We move to next Item No. 4,

رضا ربانی صاحب! آپ کا point of order تھا regarding these recommendations. ذرا سن لیں۔

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, I am grateful to you. Mr. Chairman. First of all let me take this

opportunity on the point of order, Mr. Chairman, (a) I congratulate the Finance Committee for having come up with unanimous recommendations in such a short time, and; (b) I am thankful to the Committee for giving me the practical experience of having felt how when I used to read Julius Caesar of Shakespeare of how Caesar felt when he was being hit……

Mr. Deputy Chairman: Said to Brutus, *Et tu Brutus.*

Senator Mian Raza Rabbani: Because the attitude of the Committee, in particular, towards me was no less. But having said that, you would recall, Mr. Chairman,

کہ 2002 سے جب سینیٹ کو budget کے powers ملے۔ اس وقت سے ہماری یہ کوشش رہی ہے اور اس میں سینیٹر اسحاق ڈار، پروفیسر خورشید، ڈاکٹر صفدر عباسی اور میں شامل تھے کہ فنانس بل کو piggyback کے طور پر استعمال نہ کیا جائے اور ایسی legislation جو آرٹیکل ۷۳ کے زمرے میں نہیں آتی اس legislation کو اس سے نکالا جائے۔ یہ جدوجہد ہم مشرف کے آمریت کے دور کے اندر کرتے رہے، اس وقت PPC and CPRC کی amendments بھی فنانس بل میں آئیں لیکن ہماری باتیں

they fell on deaf ears, Mr. Chairman.

پچھلے سال بھی جب ہماری اپنی حکومت تھی تو کچھ ایسی legislations اور Bills Finance Bill میں شامل کئے گئے جو آرٹیکل 73 کے زمرے میں نہیں آتے تھے۔

I was Leader of the House at that time and to the irk of lot of my colleagues, I still raise with this issue and with the help of the Senators that I have named prior, with their help we were able to convince the Government to withdraw nine of those Bills which did not fall under the ambit of Article 73. That was a positive step.

The then Finance Minister, اور اسی House کے floor پر اپنی wind up تقریر میں، Mr. Naved Qamar gave

a categorical assurance that in the next Finance Bill the requirements of Article 73 will be scrupulously adhered to. When then Finance Bill 2009 came, Mr. Chairman, I was pleasantly surprised that there are five to seven laws that seek to be amended and they are all related to Finance and the amendments in them would fall under the ambit of

Article 73 لیکن جب ان acts کو، ان amendments کو میں نے دیکھنا شروع کیا تو اس میں یہ بات ایک بار پھر کھل کر سامنے آئی کہ نوکر شاہی نے، بیورو کریسی نے، بابوؤں نے اپنے اختیارات کو تحفظ دینا، اپنے اختیارات کو بڑھانا، ان میں شامل کیا جو سراسر Article 73 کی خلاف ورزی تھی۔ لہٰذا میں نے 210 amendments فنانس بل میں move کیں اور ان کا ambit اور کچھ نہیں تھا، ان کا ambit صرف یہ تھا کہ آرٹیکل 73 کی compliance, اس commitment کی compliance جو فنانس منسٹر نے اس floor پر کی، اس commitment کی compliance جو تین جون کو میں نے خط وزیراعظم کو لکھا اور میں نے یہ commitment یاد کروائی اور پھر کیبنٹ کی جو خبریں شائع ہوئیں اس میں یہ بات کہی گئی کہ وزیراعظم نے یہ directives دیئے ہیں کہ strict adherence of Article 73 ہونی چاہیے لیکن کچھ لگتا ایسے ہے کہ وزیراعظم ایک طرف، Advisor on Finance ایک طرف، پارلیمان ایک طرف اور بابوشاہی یا بابوازم ایک طرف۔

جناب چیئرمین! میری ان amendments کے ساتھ کیا ہوا وہ ایک الگ کہانی ہے وہ میں آج آپ کے سامنے نہیں رکھوں گا وہ آپ کے سامنے اگلے ہفتے میرے Privilege Motion کے ذریعے آپ تک پہنچے گی اور ہاؤس کے سامنے اگلے سیشن میں آئے گی۔ یہاں پر میں یہ بات ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ حکومت کا اپنا document دیکھیں جو ہمیں supply کیا گیا اور جو ہے Government of Pakistan Finance Bill 2009 objects and purposes June 13, 2009 یہ میرا document نہیں ہے۔ یہ حکومت کا اپنا document ہے اور حکومت کا اپنا document ان قوانین کے بارے میں کیا کہتا ہے۔

Paragraph 138 page 65.

Harmonization of tax laws. Harmonization of different tax laws, namely; Income Tax, Sales Tax, Customs and Federal Excise Duty

is one of the objectives of the ongoing tax reforms and these are the laws which have been mentioned, these are the laws which are sought to be amended under the Finance Act 2009. Then it goes on for the purpose, a committee was constituted which has presented its recommendations proposing certain amendments in these laws to make it harmonized with each other now is the operative part. The recommendations are mainly, Mr. Chairman, it says; "The recommendations are mainly related to an appellate proceedings." Do appellate proceedings fall under the purview of Article 73? Do appeal fees fall under the ambit of Article 73? Fine, penalty and appointment of special judges even if I was to interpret Article 73 in the widest possible terms, Mr. Chairman, the rubber band would break even if I stretch it to its extreme. What transpired? I will not again waste the time of this House but as a consequence, I was forced before the Committee to withdraw my amendments. Subsequently, and to that extent I am thankful on his own Motion because it carried forward our struggle. On his own Motion the Advisor on Finance went through the amendments and I think now 77 of those have been included in the general recommendations that have been given. Mr. Chairman, I would like to reiterate on the floor of this House that whereas those 77 is a step forward but our struggle to clean the Finance Bill of all such legislation and amendments that do not fall within 73, will continue and in the Final through you, now that these recommendations have gone to the National Assembly, through you, I would request the Speaker of the National Assembly because under Clause 5 of Article 73, it is she who has to certify as to what is and what is not a Money Bill and therefore, I would call upon or I would request the Speaker of the National Assembly to use her discretion under Clause 5 of Article 73 of the Constitution and strike down

those amendments in the Finance Act of 2009 which do not fall within the purview of Article 73 and which are there essentially to give rise and to consolidate the powers of the civil bureaucracy over there. Thank you Mr. Chairman.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی پروفیسر صاحب، اس کو ذرا مختصر کریں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : جناب والا! مسئلہ بہت اہم ہے اور میں آپ کی اجازت چاہوں گا۔ سب سے پہلے میں اپنے آپ کو associate کرتا ہوں رضا صاحب کی اس موشن سے۔ بلاشبہ میں اپنی صحت اور دوسری مجبوریوں کی بنا پر اس دفعہ کمیٹی کے پورے process میں شامل نہیں ہوسکا اور بار بار یہ نکتہ اٹھایا گیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں confusion رہا جس کی وجہ سے رضا ربانی صاحب کے ساتھ جو ان کا حق تھا وہ انہیں نہیں مل سکا۔ ساتھ ہی میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس میں بیوروکریسی کا ایک خاص کردار ہے اور کمیٹی کو بار بار یہ impression دیا گیا کہ ان سب چیزوں کو examine کیا جارہا ہے اور رپورٹ آئے گی۔ وقت چونکہ بہت کم ہوتا ہے۔ تین دن میں ہمیں اتنا بڑا کام کرنا پڑتا ہے اس کے لیے وقت ناکافی ہے۔ اس بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ ان کو موقع مل گیا کہ وہ اس کو by pass کرنے کی کوشش کریں۔ اس لیے on record میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ آرٹیکل 73 کا جس بے دردی سے ماضی میں استعمال کیا گیا ہے اور اس بار بھی tax collector کے اختیارات کو، بیوروکریسی کے اختیارات کو، ٹربیونل بنانے کے معاملات کو جس طرح اس میں شامل کیا گیا ہے یہ دستور کے letter and spirit کے اعتبار سے بھی غلط ہے اور اس ہاؤس کے بار بار اس مسئلے کو اٹھانے کی بنا پر بھی۔ اس لیے میں ان کی تائید بھی کرتا ہوں اور حکومت سے درخواست کرتا ہوں، سپیکر سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس معاملے کو resolve کرے اس لیے کہ اس کا جاری رہنا کسی حیثیت سے بھی دستور کے احترام اور سینیٹ کے اختیارات، اس لیے کہ ایسے قوانین کے لیے Money Bill استعمال کیا جائے تو پھر سینیٹ by pass ہو جاتا ہے۔ سینیٹ کو یہ موقع نہیں ملتا کہ وہ ان کو examine کرکے approve کرے یا amend کرے یا disapprove کرے۔ اس بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس مسئلے کو اہمیت دیں اور حکومت کو بھی اس کو take up کرنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وسیم سجاد صاحب آپ بھی اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر وسیم سجاد (قائد حزب اختلاف): جناب والا! یہ ایک بہت اہم نکتہ ہے اور یہ ماضی میں بھی اور کئی سالوں سے یہ سوال اٹھ رہا ہے کہ Money Bill میں کونسی چیزیں آسکتی ہیں اور اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ Money Bill جس وقت پیش ہوتا ہے وقت کم ہوتا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ Money Bill کو صرف نیشنل اسمبلی میں جانا ہوتا ہے اور سینیٹ میں کئی دفعہ حکومت گھبراتی ہے، چونکہ سینیٹ میں لوگ محنت بھی کرتے ہیں کچھ composition بھی مختلف ہوتی ہے تو شاید وہ اس آسانی سے اس معاملے میں کو سینیٹ سے نہ پاس کرا سکیں۔ لہذا کوشش یہ ہوتی ہے کہ ایسی چیز جو Money Bill کے زمرے میں نہیں آتی اس کو Money Bill کا حصہ Show کرتے ہوئے اس کو صرف قومی اسمبلی سے پاس کرا لیا جائے اس کے بعد صدر سے اس کے دستخط لے لیے جائیں۔

جناب والا! اس میں جو ضروری چیز ہے اور جس پر ہمیں توجہ دینی چاہیے۔ ایک تو اصول کی بات ہے کہ اگر کوئی چیز Money Bill نہیں ہے، اگر اس کو Money Bill کے طور پر پاس کرایا جائے گا تو وہ قانون کی صریحاً خلاف ورزی ہو گی۔ اس سے کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ نمبر ۲ اس کے لیے سپیکر نیشنل اسمبلی، یعنی سپیکر نیشنل اسمبلی ایک ادارہ ہوتا ہے، ایک institution ہے اور وہ قومی اسمبلی کی سربراہ ہوتی ہیں۔ بحیثیت ایک سپیکر کے وہ قوم کی بھی نمائندگی کرتی ہیں اور قومی اسمبلی کی بھی نمائندگی کرتی ہیں۔ ان پر یہ ذمہ داری ڈالی جاتی ہے کہ وہ certify کریں کہ یہ Money Bill ہے کہ نہیں۔ آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ کتنی بھاری ذمہ داری ہے کہ سپیکر نیشنل اسمبلی certify کرتی ہیں، ان کے ایک دستخط سے یہ issue ہوتا ہے کہ یہ Money Bill ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سپیکر قومی اسمبلی ان تمام معاملات کو اچھی طرح دیکھتی ہیں اس کے بعد وہ آئین کا مطالعہ بھی کرتی ہیں اور آئین کی روشنی میں اپنا ایک opinion یا certificate جاری کرتی ہیں۔ اس کی اہمیت یہ ہے کہ وہ سرٹیفکیٹ ایک قسم کی فائنل چیز ہوتی ہے کہ یہ Money Bill ہے یا نہیں ہے۔ اس سے قبل جب یہ مسئلہ اٹھا تھا تو ایک دفعہ ہم ہائی کورٹ میں بھی گئے تھے یعنی سینیٹ ہائی کورٹ کراچی میں گئی تھی اس مسئلے پر کہ کیا Money Bill بنتا ہے کہ نہیں۔ انگلستان میں روایت یہ ہے کہ سپیکر خود یہ فیصلہ نہیں کرتے یا نہیں کرتی، وہاں پر ایسی independent body بنا دی جاتی ہے۔ چونکہ سپیکر! Although speaker elected speaker ہیں اور وہ قومی اسمبلی کی راہنمائی اور اس کی representation کرتی ہیں لیکن وہ خود کو اس سیاسی چیز سے بچانے کے لیے انگلستان میں bodies بن جاتی ہیں کہ جی

سپیکر کے جو اختیارات ہیں وہ اس body کی recommendation پر ہو گی اور وہ body ایسی ہوتی ہے جو غیر سیاسی ہوتی ہے۔ ان کی کمیٹیاں بھی ہو سکتی ہیں، Clerk of the House of Common بھی ہو سکتا ہے، consultant بھی ہو سکتے ہیں، advisor بھی ہو سکتے ہیں، ہائی کورٹ کے ریٹائرڈ جج بھی ہو سکتے ہیں۔ ایک ایسا ادارہ، ایسا شخص، ایسی باڈی جو سپیکر کو advise کرے اور سپیکر پھر اپنے اختیارات کا استعمال کرے تاکہ اس بنا پر کوئی ان کی ذاتی حیثیت متنازعہ نہ ہو تو میں یہ suggest کروں گا کہ ہمیں بھی traditions قائم کرنی چاہئیں۔ پارلیمانی نظام میں سپیکر ایک بہت بڑی شخصیت ہوتی ہے اور بڑی قابل احترام شخصیت ہوتی ہے ان کو متنازعہ نہیں بننا چاہیے یا ہمیں نہیں بنانا چاہیے۔ لہذا میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ کوئی ایسا ادارہ، ایسی شخصیت، ایسا کوئی بورڈ، ایسی کوئی کمیٹی، ایسی کوئی کونسل بن جائے جو سپیکر کو advice دے and speaker should be bound with that advice on these matters which could become controversial. So I would suggest that yes, in this Bill also there has been a number of items which obviously do not pertain to the Money Bill. Money Bill in short, in simple words, is something which either raises a tax, reduces a tax, modifies the tax اس کی جو تشریح کی گئی ہے آرٹیکل (2) 73 میں کہ

For the purpose of this chapter, a bill or an amendment shall be deemed to be Money Bill if it contains provisions dealing with all or any of the following matters: No. 1, imposition, abolition, remission, alteration or regulation of any tax.

یعنی اگر کوئی گاڑیوں کا معاملہ ہے یا کسی کے اختیارات کا معاملہ ہے وہ اس میں نہیں آتا۔

No. 2, the borrowing of money, or the giving of any guarantee, by the Federal Government, or the amendment of the law relating to the financial obligations of that Government,

بڑی واضح چیز ہے۔ نمبر ۳ The custody of the Federal Consolidated Fund, بڑی واضح چیز ہے۔ نمبر ۴

Imposition of a charge upon the Federal Consolidated Fund, receipt of moneys on account of the public account of the Federation, audit

of the accounts of the Federal Government, any matter, incidental to any of the matters specified above and then a Bill shall not be only because it provides for ،یہ بھی وضاحت آگئی deemed to be a Money the imposition or alteration of any fine or either pecuniary penalty of the demand and payments of a license fee or a fee or charge for any services etc.

چنانچہ قانون میں بڑی وضاحت کے ساتھ لکھا ہوا ہے کہ کیا Money Bill ہے اور کیا نہیں ہے۔ میرے خیال میں اس میں کوئی مشکل نہیں ہے اور سپیکر کے لیے میں یہ suggest کروں گا کہ ایسا کوئی ادارہ بن جائے تا کہ ان کی حیثیت، بحیثیت سپیکر کے اس کو متنازعہ نہ بنایا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: بہت شکریہ جناب چیئرمین! چونکہ Chairman of the Committee is not here I will just like to clarify جناب رضا ربانی صاحب نے جو فرمایا، بالکل ہم یہاں پر پانچ سال struggle کرتے رہے اور آج ہم وسیم سجاد صاحب کو بھی welcome کرتے ہیں کہ آج اس bandwagon میں یہ بھی چھ سال کے بعد آگئے۔۔

Senator Wasim Sajjad: Sir, I am not on bandwagon, sorry.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: ہماری bandwagon پر۔

سینیٹر وسیم سجاد : ان کی bandwagon ہو گی میری bandwagon نہیں ہے۔ I talk on the Constitution.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: اس وقت ان کو Constitution یاد نہیں تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں اس بحث میں نہ پڑیں۔

سینیٹر وسیم سجاد: آپس میں جھگڑا کرنا ہے تو ادھر چلے جائیں یہاں کیوں بیٹھے ہیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: آپ پانچ سال کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں کہ کتنے کتنے بل وہاں آتے رہے۔ میں ان کو welcome کر رہا ہوں پتہ نہیں یہ welcome ہونے سے اتنے allergic کیوں

I am ہیں ۔ COD کا لفظ آئے تو یہ گھبرا جاتے ہیں کہ نہیں، نہیں ہمارا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔
just talking on a policy matter. I was saying کہ رضا ربانی صاحب نے بالکل صحیح
فرمایا اور یہ جو ابھی خود ہی honourable Leader of the Opposition نے پڑھا، یہ
interpretation جناب والا! at the moment, جب تک ہم آئینی ترمیم نہیں کرسکتے
obviously, the speaker is the final authority. The sub-Article 4 says, if any question arises whether a Bill is a Money Bill or not that decision of the Speaker of the National Assembly thereon shall be
final. So یہ جو رضا ربانی صاحب نے 209 sub-Clauses identify کیں to be
withdrawn, proposed withdrawal اس base پہ تھا کہ یہ part of money bill ان
کی interpretation کے حساب سے نہیں بنتا اور unfortunately جو interpretation of
the bureaucracy before the Committee, یہ جو ہمارا Article 73, sub-article
2 اور 'g' جو ابھی وسیم سجاد صاحب نے بیان کیا کہ any matter incidental to any of
the matter specified in the preceding paragraph. تو اس پر ان کی reliance
تھی۔ اب دیکھنے والی بات یہ تھی کیا یہ بجٹ جب پاس ہو جائے گا تو will they be able to
operate and implement? ہونا یہ چاہیے کہ جیسے Leader of the Opposition نے یہ
propose کیا کہ there should be an institution which should actually
define that it needs Constitutional amendment, I hereby undertake کہ
اگر ایسی کوئی amendment آتی ہے تو my party PML(N) and I can vouch for
the independent opposition, that we will support. It's a very good
practice. Instead of leaving to an individual to decide, کہ یہ Money Bill
ہے کہ نہیں ہے۔ اب بھی we also have to keep in mind the country's
affairs and I think here the committee headed by Ahmad Ali Sahib was cognizant of this fact. We posed this question to the
bureaucracy. 77 Sub-clauses کیسے withdraw ہوئیں۔ اس کا basic rationale یہ
تھا کہ اگر یہ withdraw ہو بھی جائیں تو State کا کام نہیں رکے گا۔ اگر یہ mechanism in
place ہوتا کہ ایک institution فیصلہ کیا کرے گا تو I am sure the State would

have brought the other 132, instead of as part of the Money Bill, they would have moved these earlier than Finance Bill and get approved. That is what should have happened. If a government in United Kingdom intends to make changes which they feel, they require as facilitative requirement to achieve the annual budget statement goals and the Finance Bill. So, they move these earlier, so that they keep those in place and then they bring the budget and the annual budget statement. So, I think this is wonderful suggestion. لیکن میں یہ صرف explain کرنا چاہتا ہوں کہ رضا ربانی صاحب کا کمیٹی میں بہت احترام ہے۔ ان کو ہم نے ذاتی طور پر بھی explain کیا اور there was a communication gap also sir, let me be very honest on record. چونکہ رضا ربانی صاحب record پر لے آئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں وہ ہمارے بھائی ہیں۔ ہمارے لیے انتہائی قابل احترام شخصیت ہیں اور یہ communication gap اس طرح رہا کہ The committee was, by and large, given an understanding by Finance Advisor and the Chairman, FBR that they are in consultative process with Raza Rabbani Sahib as they were with Bhinder Sahib on legal issues. یہ سب کچھ communication gap کی وجہ سے ہوا۔ 77 Sub-clauses stood deleted. میں سمجھتا ہوں کہ کسی ممبر کی 40% proposals incorporate نہیں ہوئیں اس consensus میں but still I am sure that he is absolutely right. کہ اگر ہم اصولوں پر جائیں، اگر ہم بالکل ideal situation جو ہونی چاہیے، میں جائیں تو دو سو نو کی دو سو نو withdraw ہونی چاہییں and Speaker کی جب replacement ہوتی ہے کسی institutional mechanism سے تو وہ میں سمجھتا ہوں کہ that would be a good system for Pakistan. So, میں صرف یہ clarify کرنا چاہتا ہوں کہ in no way, the committee had taken it easy. Instead we confronted and I confronted, my colleagues will bear me out those who were present. میں نے ان کو کہا کہ آپ مہربانی کریں جو clauses آپ withdraw کر کے اپنا کام چلا سکتے ہیں۔ یہ incidentals ہیں۔ وہ کہہ رہے تھے جی کہ 209 پر they

were sticking کہ یہ نہیں ہم نکال سکتے۔ میں نے کہا جن سے کام چل سکتا ہے خدا کے لیے وہ تو کریں کیونکہ that is unfair. تو جو 77 نکالیں وہ اس basis پر we finalized to withdraw and I still support what Raza Rabbani is saying that these ختم کریں، blame game کہ چلو جی should have been ideally dealt with him, lets move forward and let us have something which is good for the country. I think the system proposed by the Leader of the Opposition, we will fully support as and when the Constitutional amendment to this effect is brought sir. Actually, 77 withdrawn, 3 virtually, I would not کریں تو withdraw اس کے علاوہ اگر باقیوں کو amended. Sir, call it, but some honourable members called it and bureaucracy I would agree that ہو جائے گا Finance Bill repeal کہ یہ پھر پورا called it government would not be able to implement the Finance Bil in totality if the facilitating clauses would have been totally removed. So, this was a genuine cause and genuine reason what the committee then entertained and they decided with consensus that obviously, they are annexed in کریں اور باقی accept تو withdrawal of 77 this detailed report.

Mr. Deputy Chairman: Before, I give the floor to the Leader of the House, Raza Rabbani Sahib

تھوڑی اور وضاحت کر لیں۔

Senator Mian Raza Rabbani: I had no intention of carrying this discussion any further but since the honourable colleague of mine for whom I have great deal of respect Senator Ishaq Dar has tried to plead the case of the bureaucracy and tried to say that some of the amendments that I had suggested would have brought the state structure in terms of collection of revenue to a grinding halt, I am ready and willing to sit with you and any other person that the Government may nominate and go through all those

amendments that I had proposed, none of the amendments dealt with any question of either raising, changing or creating a new tax or levying or raising of revenue. I went to the widest extent on the interpretation of Article 73 but yes where now if they want to know, the committee did not on their own but there was an amendment in this that the tribunal, the officers of the tribunal should be granted the powers to use the impounded vehicles. Is that an amendment which will bring the structures to a stand still, is it our amendments to the effect that the limitation period from 90 days be increased to 120. Is that going to bring it to a grinding halt or the increase in powers of the ITO, the Customs Officers, the D.Gs. Is that or those amendments going to bring the revenue collection to a grinding halt? No, this rigmarole has been deliberately created by the bureaucracy, by the *Baboos* so that their powers which they have tried to sneak through this Bill, so that their additional powers could somehow or the other get through.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی Leader of the House Sahib کچھ کہنا چاہیں گے short statement. یہ ختم کریں گے ظفر علی شاہ صاحب، ہم نے آج بہت کام کرنا ہیں۔ آپ عدالت میں جاتے رہے۔ ہم تین دن دیکھتے رہے کہ ظفر علی شاہ صاحب کب آئیں گے تو میں ان سے تقریر کراؤں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: وہ time over ہو گیا اب تقریر کرنے کا۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: خان صاحب ہمارے بھائی ہیں اگر ان کا آدھا حصہ بھی ہمیں دے دیں تو، ہم نے بھی بات کرنی ہے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! اس میں میری ایک گزارش ہے پھر۔ اگر اس پر عدیل صاحب بھی بات کرنا چاہتے ہیں، اس پر جو بحث کرنا چاہتے ہیں، Article-73 پر کرنا چاہتے ہیں whether it is a Money Bill, it is not a Money Bill. اس پر ہم بحث کرنے کو تیار ہیں۔ Before that, اگر شاہ صاحب بھی اسی پر بحث کرنا چاہیتے ہیں----

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: اسی پر بات کرنا ہے، اسی پر۔ اگر bar ہے تو ہم باہر چلے جاتے ہیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: The Minister of State has to leave

وہ پچھلے دو گھنٹوں سے یہاں موجود ہیں۔ چار items تھے جن پر ووٹ بھی ہونا ہے۔ اس پر آپ proceed کرلیں باقی بحث کرنا چاہتے ہیں تو بعد میں کرلیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ظفر علی شاہ صاحب مختصراً بات کریں۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: ٹھیک ہے، تو میں بات ہی نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، Please ظفر علی شاہ صاحب ایسے نہ کریں۔ تھوڑا سا realize کریں اور agenda پر چلنے دیں۔

Senator Muhammad Ishaq Dar : Sir, on behalf of Raja Zafar-ul-Haq I move that the Senate of Pakistan recommends that 25 percent reduction should be made in non-development expenditure of the Federal Government.

Mr. Deputy Chairman : Is it opposed?

Ms. Hina Rabbani Khar: Opposed.

Mr. Deputy Chairman : Yes Please.

Senator Muhammad Ishaq Dar : The rationale for proposing this particular motion is a very clear one, it is not political it is based on the Pakistan's last two decade history that whatever the budget for revenue and whatever the budget for non-developmental expenditure is we are un-realistic in budgeting the revenue side at a very high pitch and accordingly we budget, developmental expenditure based on our revenue always and most of the time these have fallen short whereas our current expenditure has over run in the last many years. I can easily substantiate Mr.

Chairman, that non-developmental expenditure in this country has increased by almost 1200 billion rupees in last one decade whereas the revenue, taxes...... the direct taxes and indirect taxes have increased by 800 billion, as a consequence of that Mr. Chairman,

یہ ۸۰۰ ارب کی آمدنی ہم نے بڑھائی اور ہم نے ۱۲۰۰ ارب کے اخراجات بڑھائے ہیں یہ sustainable نہیں ہے۔

No country can sustain this sort of fiscal deficit which is perpetually ballooning from 179 billion to almost 530 billion last year and now projected to be around 722 billion in the following year. Mr. Chairman, It is a hard fact that the tax to GDP ratio which was close to 14 percent a decade ago has now fallen down last year to around 10 percent and now it is below even 10 percent. So we cannot sustain it.

tax to اور دوسری سائیڈ پر ہماری GDP growth is 2 percent ایک side پر ہماری
GDP ratio that has now come to single digit, it is not sustainable
why we are proposing 25 percent cut آپ اسی سال کو جو close ہوا ہے and
budgeted revenue was 1250 کہ جو بجٹ جو close ہوا ہے اس کو آپ دیکھیں here
billion and now revised estimate is 1180 i.e. 70 billion reduction
around 170 billion reduction کو دیا تھا وہاں سے revised IMF اور جو short fall
during the fiscal year 2008-09 revised budget revenue plan ہے جو کہ
original budget کیا گیا اور دوسری طرف یعنی ایک طرف ہماری آمدنی short ہو گئی ہے آپ
figures لیں تو 70 billion سے آپ revise mid year IMF سے لیں ۱۷۰ بلین ہے
current expenditure or اس کے باوجود ہمارا fiscal discipline کا یہ حال ہے کہ ہمارا جو
جو کہ non-developmental expenditure has increased by 156 million
ہمارے پاس ایک complete supplementary grant book آچکی ہے اور اس پر
obviously the National Assembly will be voting in order to regularize
226 original تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ it. It is virtually a post facto approval

زیادہ expenditure کے 156۔ہے revenue short fall کا 70 billion's سے budget اسے ہم نے کیسے پورا کیا۔ سب سے پہلے نزلہ جو گرا وہ 80 billion ہے جو پچھلے than budgeted سال میں 79 billion to be precised development expenditure, کم ہوا جو بجٹ تھا اور ہر سال یہی ہوتا ہے کہ ہماری آمدنی کم ہوتی ہے ہمارے غیر ترقیاتی خرچے جو ہیں وہ اوپر چلے جاتے ہیں اور ہم ان کو guillotine مارتے ہیں وہ ہم development expenditure پر مارتے ہیں which is criminal . کہ آپ کی development ٹھیک ہوتی ہے نہ آپ کی employment opportunities ہوتی ہیں اور ہم پیچھے سے پیچھے جاتے جارہے ہیں اس کے ساتھ جناب والا! ایک جو windfall آیا میں صرف اسی لیے explain کر رہا ہوں کہ یہ پھر پیسے کیسے پورے ہوئے ؟ 79 billion یہ ہوگیا اب گورنمنٹ نے 14 بلین رکھا تھا کہ ہمیں petroleum development levy سے آئے گا باقی جو ان کی price اگر نیچے آئی تو ہم عوام کو pass through کر دیں گے اور عوام بھی خوش ہوتی لیکن ان کا 226 million shortfall ہے وہ کہیں سے تو پوری ہونی تھی as a consequence of that Mr. Chairman, 129 billion PDL اکٹھا کرکے عوام سڑکوں پر شور مچاتے رہے ۔ سپریم کورٹ میں petitions ہو گئیں ۔ Directions آگئی لیکن حکومت نے بڑی خاموشی سے وہ جو 115 billion تھے وہ اس کام کے لیے استعمال کیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو چیزیں ہیں کہ یہ toll level نہیں ہیں اور پھر جو external flows جو تھیں وہ 300 billion سے 366 billion پر آ گئیں یہ تین چیزیں اگر نہ ہوتیں تو پھر ہمارا کیا حال ہوتا۔ Then we would have more serious crisis تو اسی لیے ہم نے یہ non development expenditure other than the salary کیا ہے کہ purpose there should be a cut of 25 percent اگر یہ revenue achieve کرلیں تو I think they are more than welcome to increase their non-development expenditure accordingly, but I have very serious reservations اور میں دعا ہی کر سکتا ہوں کہ اتنا ambitious target جو ہم نے اگلے سال کے لیے اس بجٹ revenue side کے لیے رکھا ہے کہ وہ achieve ہو This is the back-ground of this proposal . بہت شکریہ۔

Mr. Deputy Chairman : Prof. Ibrahim sahib.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: شکریہ جناب چیئرمین! ہماری یہ تجویز recommendation کے page 40 پر ہے اور بالکل page end پر recommendation No.33 ہے۔

The Senate of Pakistan recommends that 25% reduction should be made in non−developmental expenses of the Federal and Provincial governments. Simplicity should be adopted by drastically reducing expenses for the household/secretariat of President, Prime Minister, Provincial Governors and Chief Ministers. 25% cut in the salaries and allowances of the President, Prime Minister, Federal Ministers, Ministers of State and Members of the Parliament be made.

اگلے page پر کمیٹی کی recommendation ہے وہ کیا ہے۔

The Committee recommends to the Senate that the President of Pakistan, Prime Minister, Federal Ministers, Minister of State and Members of Parliament should voluntarily surrender the 15 percent adhoc relief proposed in the budget.

گویا کمیٹی نے partially ہماری تجویز کو قبول کر لیا ہے۔زیادہ حد تک more than 50% لیکن مکمل اتفاق اس کے ساتھ نہیں کیا۔جناب چیئرمین! اس موقعے پر میں مناسب سمجھوں گا کہ محترم وزیر اعظم صاحب کی طرف سے پوری قوم کو ایک بہت واضح پیغام دیا گیا ہے جس کو میں appreciate کرتاہوں اور مبارکباد پیش کرتا ہوں۔جناب چیئرمین! پرسوں ان کی طرف سے پارلیمنٹرین کے لیے ڈنر تھا اور وہ one dish dinner تھا اور یہ بہت بہترین مثال ہے۔میرا خیال یہ ہے کہ اس کو follow کیا جانا چاہیے۔آپ ہمیں جو lunch دیتےہیں ہم ممنون ہیں آپ کی ذرہ نوازی ہے لیکن اس میں بھی اگر پرائم منسٹر کو follow کیا جاتا اور یہاں بھی one dish دیا جاتا اور اس مثال کو ہم آگے لے کر جائیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ بہت ہی بہتر ہوگا اور اسی طریقے سے اس پوری recommendations کو accept کرکے ہم اپنے ملک اور اپنی قوم کا بھلا کر سکتے ہیں۔میرے فاضل دوست اسحاق ڈار صاحب نے revenue side پر بات کی ہے۔میں ذرا developmental

Non development پر اس کے ساتھ موزانہ آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا ، side expenditure سے development کا جو حشر ہو جاتا ہے وہ یہ بجٹ کی گرین کتاب ہے ۔ اگر اس کے صفحہ ۳۳ پر آپ آجائیں ۔ اس سے بالکل واضح ہے ۔ اس میں فیڈرل پروگرام 124 یہ budget 2008-2009 ہے ۔ تین کھرب 72 ارب 99 کروڑ اور revised budget ہے ۔ 2 کھرب 45 ارب 82 کروڑ اور 20 لاکھ ہے اگر اس revised کو اصل سے منفی کریں تو ہمارے development budget پر جو cut لگا ہے وہ 1,27.16,80,00,000 بنتا ہے، that amounts to more than 33%. ہمارے غیر ترقیاتی اخراجات کی بھرمار کی وجہ سے اور جو صورت حال اسحاق ڈار صاحب نے پیش کی ہے کہ revenue نہیں ہے اور اخراجات ہو رہے ہیں اور پھر غیر ترقیاتی اخراجات پر cut نہیں لگایا جاتا تو اس کے نتیجے میں ترقیاتی اخراجات کا 33% سے زیادہ ختم کرنا پڑتا ہے تاکہ غیر ترقیاتی اخراجات کو آگے لے جایا جائے۔

جناب چیئرمین! میں یہ کہوں گا کہ اس وقت اسلام آباد کی establishment پوری قوم اور ملک کی ترقی میں زبردست رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ اس بات کی ضرورت ہے اور مجھے کہنے دیجیئے کہ اگر پاکستان کی ترقی چاہتے ہیں تو اسلام آباد کی اس establishment پر ہمیں bulldozer پھیرنا پڑے گا۔ اس کے بغیر ملک اور قوم ترقی نہیں کر سکتی۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: بجٹ میں non-developmental allocation کا زیادہ حصہ اسلام آباد کی establishment پر خرچ ہو رہا ہے۔ اس لئے میری آپ کی وساطت سے حکومت سے گزارش ہو گی کہ اگلے سال کے لئے جو PSDP رکھا گیا ہے ، شاید اس میں 50% انہیں cut لگانا پڑے کہ revision of revenue نہیں ہو گی اور ان کے اللے تللے اور عیش و عشرت پر یہ پیسے خرچ ہوں گے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ میری اس تجویز کو قبول کیا جائے۔

جناب چیئرمین! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کل اس کارروائی کو شروع کرتے وقت جو consensus proposals تھیں ، انہیں پہلے pass کیا گیا اور جو اختلافی ہیں ، انہیں اب لایا گیا۔ میرا خیال ہے کہ یہ ترتیب الٹی ہے۔ پہلے اختلافی proposals کو ہاؤس میں لا کر فیصلہ ہونا چاہیے اور اس کے بعد جن پر consensus بنتا ہے، انہیں قومی اسمبلی کے پاس بھیجنا چاہیے۔ میری یہ

درخواست ہو گی کہ اگلے سال موجودہ ترتیب کو الٹ دیا جائے۔ پہلے اختلافی سفارشات پر بات ہو اور اس کے بعد consensus سے جو recommendations طے ہوتی ہیں، انہیں لایا جائے۔

میں ایک بار پھر عرض کرنا چاہوں گا کہ محترم وزیر اعظم نے one dish کی بہت اچھی مثال ہمارے سامنے پیش کی ہے۔ اس پر ہمیں عمل کرنا چاہیے۔ اس ہاؤس کے حقیقی لیڈر بھی وہی ہیں۔ ان کا one dish dinner ایک بہترین مثال ہے۔ صرف اس dinner پر بس نہ کیا جائے۔ یہ اس بارش کا پہلا قطرہ ہونا چاہیے اور اس کی طرف یہ پہلا قدم ہو۔ جس طرح ہم نے recommend کیا ہے کہ دوسرے اخراجات میں بھی کمی لائی جائے اور غیر ترقیاتی اخراجات میں بھی کمی لائے جائے، اس پر عمل کیا جائے تاکہ یہ ملک اور قوم ترقی کر سکے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میڈم وزیر صاحبہ۔

میڈم حنا ربانی کھر: جناب چیئرمین! ہمارے سامنے جو motion آئی ہے asking for cut on non-developmental expenditures in the current expenditure of the state as has been presented for 2009-10. پہلے تو میں اس چیز کی وضاحت کرتی چلوں اور میں نے کل اپنی winding up speech میں بھی کہا تھا کہ ہم بالکل اس ہاؤس کے sentiments کے ساتھ agree کرتے ہیں کہ supplementary grants کا ایک issue ہے اور اسے pass کرنے کے لئے ایک پورا process ہے یقیناً اسے ہر گورنمنٹ follow کرتی رہی ہے۔ ہم اس کی تائید کرتے ہیں اور اسے fully support کرتے ہیں کہ parliament's oversight on the supplementary grants process should be there اور میں نے جیسے کل بھی کہا تھا کہ ہم یہ بھی recommend کریں گے کہ instead of doing it on annual basis ہم اسے quarterly لیں تاکہ وہ oversight ہو جائے I think departments اور جو بھی گورنمنٹ کے various institutions ہیں، ان کو بھی یہ message loud and clear چلا جائے گا کہ پارلیمنٹ on quarterly basis ان کی grants کو دیکھتی ہے اور اس سے ذرا زیادہ transparency اس پورے issue میں آجائے گی۔ باقی ہم اس موشن کو اس لئے بھی oppose کریں گے کہ اگر اس current expenditure کو دیکھیں اور میں اس کا آپ کو تھوڑا سا جائزہ پیش کرتی ہوں۔ آپ basically کوئی 9.7% of the total expenditure کی بات کرتے ہیں۔ اگر آپ

non-salaries لے لیں تو وہ کوئی I think 5% سے کم expenditure بن جاتا ہے۔ Defence جو کا ہے، کوئی 22% expenditure وہاں آجاتا ہے، debts servicing, both foreign and local کوئی 45.9 بن جاتا ہے۔ Grants چونکہ different regions اور different چیزوں پر جاتی ہیں، وہ بھی 13% بن جاتی ہیں۔

Subsidies پر اس ایوان میں بہت کچھ کہا گیا کہ subsidy کو کافی زیادہ reduce کر دیا ہے، اتنا reduce نہیں کرنا چاہیے تھا۔ یہ کوئی 7.1% of the total current expenditure بن جاتا ہے۔ Pension, both civil and military کوئی 4.15 of the expenditure بن جاتا ہے۔ جناب والا! یہاں پر جو موشن پیش ہوا ہے کہ اگر 25%, altogether, current expenditure پر cut لگاتے ہیں تو obviously آپ ایک ایسی situation میں پڑ جائیں گے کہ آپ شاید آگے نہ چل سکیں۔ میں یہاں پر یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ بجٹ پیش کرنا اور بجٹ کو پارلیمنٹ میں پیش کرنے میں اگر flexibility exhibit نہ کریں تو I think, it is also counter productive. تو اس لئے جو within the current expenditures ہیں، جتنے بھی ایسے ہیں، non-salaries جو with in department expenditures ہیں، اس پر نیشنل اسمبلی میں بھی بحث جاری ہے۔ اس میں اگر کوئی اس قسم کی announcement آئی یا ہمارا کوئی آگے جانے کا پروگرام ہوا تو obviously ہم اس debate کے ختم ہونے کے بعد ہی بات کریں گے لیکن یہاں پر میں clearly بتانا چاہتی تھی کہ آپ کے پاس اگر کسی چیز میں flexibility ہے اور ہم نے کوشش کی ہے کہ جو recession کا trend آگے آپ کو نظر آرہا ہے، اس کے پیش نظر ہر department کے current expenditure میں اضافہ کیا جائے لیکن وہ کوئی component between 4 to 5% رہ جائے گا اور باقی آپ کے ایسے components ہیں، جس طرح دفاع کا ہے، debts servicing کا، grants کا، pension to both military and civil employees and their salaries جس میں obviously آپ یہ کٹوتی نہیں کر سکیں گے۔

Mr. Deputy Chairman: Now, I put the recommendation before the House.

(The recommendation was negatived)

Mr. Deputy Chairman: The recommendation is rejected. Item No. 5. Mr. Ishaq Dar may move the item.

نہیں ہیں۔ پھر سید ظفر علی شاہ صاحب! آپ please move کریں۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: شکریہ، جناب چیئرمین! میں جناب کی مہربانی، Article 73 کی مہربانی اور Constitution کی مہربانی سے جو بات بجٹ تقریر میں نہیں کر سکا، میں اس کی اجازت سے ---

جناب ڈپٹی چیئرمین: شاہ صاحب! دیکھیں کتنی جلدی وقت آجاتا ہے۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب والا! پھر وہی بات جناب! میرے ساتھ آپ کو کوئی خاص محبت ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سیدوں کے ساتھ ہم بلوچ ہی تو رہ گئے ہیں جو خدمت گزاری کر رہے ہیں، باقی تو سب سیدوں سے بھاگ گئے ہیں۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب! کربلا کے وقت سے مار کھا رہے ہیں اور جناب ابھی تک مار ہی کھاتے جا رہے ہیں۔ کوئی انصاف ہونا چاہیے۔

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری: شاہ صاحب! تقریر کرنا چاہتے ہیں تو انہیں بالکل موقع دیں لیکن پہلے یہ ایجنڈا ختم کر لیں۔ اس کے بعد انہیں موقع دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرا پروگرام یہ ہے کہ ایجنڈا پاس کروالیں۔ اس کے بعد رضا ربانی صاحب نے جو issue اٹھایا تھا، میں اس پر seriously بحث کروانا چاہتا ہوں۔ That is a very serious matter. اس پر ظفر علی شاہ صاحب کو بھی سننا چاہتا ہوں۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: میں اس پر بھی بات کروں گا لیکن پہلے تھوڑی سی بات سن لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، please اس کے لئے میں نے separately time رکھا ہوا ہے۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: میں رضا ربانی صاحب کو ہی support کرنا چاہتا تھا۔ میں جناب کی اور اس معزز ایوان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو اس Money Bill کی فلاسفی ہے اور

پھر Money Bill کے بعد سابقہ حکومت amendment لائی اور Article 73 آیا اور اس میں سینیٹ کو recommendations کا، صرف recommendations کا جو اختیار دیا گیا یا مہربانی کی گئی --- میں رضا ربانی صاحب کی اس بات سے بالکل اتفاق کرتا ہوں کہ تمام حکومتیں --- اور یہ ایک bureaucratic mind ہے جس نے یہ طریقہ واردات executive کے لئے نکالا ہے کہ کس طریقے سے law making اور وہ ....law making چونکہ یہاں پارلیمانی نظام ہے، جناب چیئرمین! دو ہاؤس ہیں، اس وقت تک کوئی law pass نہیں ہو سکتا جب تک کہ دوسرا ہاؤس اسے through نہ کرے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مجھ سے ایک technical غلطی ہو گئی ہے۔ اگر آپ دو منٹ تشریف رکھیں تو میں Treasury Benches سے پوچھ لوں کہ کیا وہ اس motion کو oppose کرتے ہیں یا نہیں۔ اس کے بعد میں آپ سے دوبارہ تقریر شروع کروا لوں گا۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب والا! وہ oppose نہیں کرتے۔آپ نے پیش کر دیا ہے اور وہ oppose نہیں کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے، ان سے نہیں ہوئی ہے۔ آپ move کر دیں۔

(مداخلت)

Senator Syed Zafar Ali Shah: I beg to move that the Senate of Pakistan recommends that the General Sales tax gradually be reduced to 10%.

Mr. Deputy Chairman: Is it opposed?

(*The motion was negatived)*

Mr. Deputy Chairman: O.K. The motion is opposed.

جی اب تقریر کیجیے۔ اب یہ real sense میں شروع ہوئی ہے۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! میں عرض کر رہا تھا کہ executive کا جو ہمیشہ سے طریقہ واردات رہا ہے، آج کے executive کا بھی اور ماضی کے executive کا بھی کہ چونکہ دو Houses ہیں، جب تک دونوں ایوانوں میں majority نہ ہو، قانون through نہیں ہو سکتا۔ اب وہ بیورو کریسی، وہ executive اپنی مرضی سے جو عوام کش قوانین بنانا چاہتے ہیں ، اس کا انہوں نے ایک طریقہ کار نکالا ہے کہ فنانس بل کے ذریعے indirect law making کرتے ہیں کیونکہ ان کو تکلیف نہیں کرنی پڑتی ۔ Upper House کے check سے ڈرتے بھی ہیں اور بعض اوقات Political حالات ایسے ہوتے ہیں کہ sitting Government کی sitting Leader of the House کی sitting Cabinet کی Upper House میں majority نہیں ہوتی۔

(مداخلت)

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: میں اس کا بھی جواب دے دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: تھوڑا بڑھتے جائیں آگے----

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: شاہ صاحب is in motion.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! شیخ صاحب کے اعتراض پر میں ان کو بتا دوں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: بولنے دیں۔ بلوچ صاحب! میں manage کر لیتا ہوں۔ جی پلیز۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! آپ کی وساطت سے معزز اراکین کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ بجٹ کے بعد قومی اسمبلی میں cut motions شروع ہوتی ہیں۔ اب یہ process جس سے اس وقت ہم گزر رہے ہیں، یہ recommendation والا، آپ اس کو supplementary type سمجھ سکتے ہیں ۔ اب ہم وہاں cut motion تو پیش نہیں کر سکتے۔ یہ ایک قسم کا cut motion ہے اور cut motion پر ممبر کا یہ privilege ہوتا ہے۔ اگر اس نے cut motion

move کیا ہے اور وہ اگر چھ ماہ تک بھی بولتا رہے تو اس کو سپیکر نہیں روک سکتا اور اسے سننا پڑتا ہے۔ یہ cut motion تو نہیں ہے ۔ اس سے میں agree کرتا ہوں لیکن یہ پورے ہاؤس کا ۷۳ء میں دیا ہوا وہ right ہے کہ ہم جو recommendation پیش کر رہے ہیں، اس پر ہم جتنا مرضی اور جس angle سے چاہیں بجٹ کے لیے بول سکتے ہیں۔ اس سے مجھے شیخ صاحب یا کوئی rule نہیں روک سکتا۔ یہ الگ بات ہے کہ جناب کے حکم اور وقت کے مطابق میں اس کو بڑا مختصر کروں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں حکم نہیں دے رہا، گزارش کر رہا ہوں۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: نہیں جناب، حکم ہے۔ میں عرض کروں گا کہ انہوں نے جو طریقہ واردات اختیار کیا ہے۔ رضا ربانی صاحب نے بڑا thoroughly یہ کہا ہے۔ اس کے لیے Parliament ہے چونکہ یہ ہر دفعہ لوگوں کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ جناب چیئرمین! ہم وکیل ہیں۔ روزمرہ کے practicing lawyer ہیں۔ میں حلف اٹھا کر کہتا ہوں، جب یہ سامنے آتا ہے، جب indirectly ان کی law making ہوتی ہے، میں سمجھ ہی نہیں سکتا۔ یہ پارلیمنٹ کے اراکین کے ساتھ cheating ہے to defeat the Constitution, to defeat the process of law انہوں نے mechanism بنایا ہوا ہے۔ بابو کا لفظ رضا ربانی صاحب استعمال کرتے ہیں لیکن اس کے لیے vigilant ہونا پڑے گا۔

اب ایک دوسری بات عرض کرتا ہوں۔ ابھی آپ put کرتے ہیں Ayes, Nos، میں سمجھتا ہوں، ممکن ہے میں غلط interpret کر رہا ہوں ۷۳ء کے آرٹیکل کو کہ یہ recommendation of the Senate ہے میں تو یہ بھی آپ کی خدمت میں عرض کروں گا اور کوئی ایسا black & white میں نہیں لکھا ہوا، جس میں Ayes and Nos کی بات بھی نہیں کرنی چاہیے۔ مثال کے طور پر میں Treasury Benches سے پوچھتا ہوں۔ Leader of the House سے پوچھتا ہوں، وزیر خزانہ سے پوچھتا ہوں۔ یہاں تو آپ نے چلو رد کر دیا۔ ایک ہماری proposal/recommendation آئی۔ چونکہ آئی اپوزیشن کی طرف سے ہے for the sake of Opposition وہ اس کو رد کر دیتے ہیں۔ نہیں جاتی۔ وہاں پر بیٹھا ہوا رکن قومی اسمبلی یا کوئی گروپ یا خود Treasury Benches والے، اگر عین اسی قسم کی recommendation وہاں cut motion کے ذریعے لے آتے ہیں اور وہ پاس ہو جاتی ہے، پھر آپ مجھے بتائیں کہ اس سینیٹ کا کیا role رہ جاتا ہے؟ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں

کہ یہ تو سینیٹ پر double barrier ہو گیا۔ ایک barrier تو یہیں لگ گیا، Treasury Benches بیٹھے ہوئے ہیں، for the sake of opposition کہ کہیں اپوزیشن اس میں نمبر نہ لے جائے، وہ روک لیتے ہیں اور پھر ultimately وہاں پر ہونا ہے۔ وہ second ہے۔ اس لیے جناب چیئرمین! جو میں عرض کر رہا تھا، جناب ہی فرما رہے تھے کہ اس پر علیحدہ ایک debate ہو گی اور اس کی recommendations بھی ہوں گی۔ اب میں جناب کی اجازت سے ایک دو باتیں بجٹ کے حوالے سے کہنا چاہتا ہوں اور اسے cut motion کہہ لیں یا recommendation کہہ لیں۔ جناب چیئرمین! ہمارے اس بجٹ پر almost تمام اراکین کا consensus ہے۔ Lower House میں بھی اور Upper House میں بھی ۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: دو تین منٹ بولنے دیں۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! یہ ساری آئی ایم ایف کی کرامات ہیں اور آئی ایم ایف کو ہمیشہ میں یہ کہا کرتا ہوں کہ International Murderer Fund یہ murderer fund ہے International Murderer Fund جس کی زد میں اور دنیا تو آئی ہو گی، ہمارا پاکستان بھی آیا ہوا ہے۔ اس تلوار، اس murderer fund کو، جس کے ذریعے proposal آتی ہے اور یہاں pass ہو جاتی ہے، stereo type میں، میں مختصر کر رہا ہوں، یہ ہمارے ملک کے لیے تباہ کن طریقہ کار اور فارمولا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ ہمارے مشیر خزانہ نے بجٹ پیش کرنے کے بعد دوسرے دن یہ کہہ دیا کہ ابھی تو ہمیں چار ارب ڈالر اور آئی ایم ایف سے لینے پڑیں گے۔ یعنی تمام کی تمام واردات انہوں نے sequence میں رکھی ہوتی ہے کہ اب کون کون سا step ہے Next step کون سا ہے۔ Third کون سا ہے اور پھر الگ revised budget آئے گا۔ میں مشکور ہوں جناب Leader of the House کا اور پی ایم صاحب کا، جنہوں نے کم از کم سی این جی پر Carbon Tax ختم کیا۔ جناب چیئرمین! پٹرول، ڈیزل اور کیروسین پر یہ carbon tax, first time in the history of Pakistan تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اگلا item وہی ہے۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: بس میں ختم کر رہا ہوں۔

(مداخلت)

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: مجھ پر کوئی stopper نہیں لگ سکتا کہ میں اس پر بات نہ کروں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی جی کریں۔

Adjustment General Sales Tax 10%

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! میں اب بھی، اس ایوان اور آپ کی وساطت سے Prime Minister of Pakistan اور قومی اسمبلی کو درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو کاربن ٹیکس آپ نے لگایا ہے، اسے واپس لے لیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ لگ گیا، مجھے خطرہ ہے کہ اگر اگلے سال یہی حکومت رہ گئی اور یہی مشیر خزانہ رہ گئے تو جناب چیئرمین! میں اس بات پر بڑا clear ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کا ایک ایسا نظام بنایا ہے، جس میں natural اور unnatural gases اور کاربن بیشمار ہیں۔ یہ سترہ کروڑ آبادی کے ایک ایک آدمی پر ٹیکس لگ جائے گا۔ کاربن ٹیکس۔ جناب چیئرمین! کوئی sense ہونی چاہیے کہ پٹرول اور ڈیزل پر کاربن ٹیکس، یہ ایک نئی بات ہم نے سنی ہے۔ ہم حیران ہیں ۔ کم از کم یہ تو بتاتے کہ جناب آپ کاربن ٹیکس لے تو رہے ہیں، وہ کاربن آپ ختم کیسے کریں گے۔

(مداخلت)

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! آخری بات اور وہ بہت important ہے۔ ابھی تین دن ہوئے ہیں، صدر پاکستان یورپی یونین کے دورے پر گئے ہوئے ہیں، انہوں نے پاکستان کے لیے بڑی کھلی امداد دینے کا وعدہ کیا ہے۔ Leader of the House میرے بھائی ہیں، ان کے knowledge میں ہے۔

(مداخلت)

Mr. Deputy Chairman: Please, he is coming to the end of his speech.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! Who is the honourable member, who is dictating you to do this and that?

Mr. Deputy Chairman: Please don't worry about it.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: I am not worried, even I can speak without the mike.

Mr. Deputy Chairman: You have got a good voice.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! یورپین یونین والوں نے آپ کے ملک کی، آپ کے متاثرین کی بڑی امداد کی ہے۔ پاکستان کے دارالحکومت میں، میں minorities کی بات کر رہا ہوں۔ آج ایک سو سے زیادہ Christian خاندان جی سیون ون اور ٹو کے فٹ پاتھوں پر پرائم منسٹر کی، چیف جسٹس کی تصویر لگا کر دھوپ میں بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ Christian ہیں۔ یورپی یونین والے تو آپ کے متاثرین کی مدد کریں اور اپنے ملک میں، دارالحکومت میں Leader of the House کی constituency میں، آج وہ ایک مہینے سے باہر دھوپ اور بارش میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم سے بجٹ کی منظوریاں لینے والے، اپنے expenditures کی ayes کرانے والوں کی اس طرف توجہ نہیں ہے۔ آپ کی وساطت سے Leader of the House کی خدمت میں عرض کروں گا کہ خدارا! پچھلے سال آپ نے جو minority کا بجٹ رکھا تھا، اس میں سے ان کا گھر بنا دیں، کسی جگہ ان کو بھی بسا دیں۔ دنیا دیکھ رہی ہے، یہ زیادتی نہ کریں، ورنہ دنیا سے جب آپ اپنے متاثرین کے لیے مانگتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ آپ کو minority تو نظر نہیں آتی اور اپنے متاثرین کے لیے مانگتے ہیں۔ آخر میں جناب چیئرمین! یہ . . . Sales Tax. جناب چیئرمین! میں آپ کا بہت مشکور ہوں اور میں دوبارہ عرض کروں گا کہ سینیٹ کی یہ تمام تجاویز، میں صرف 10% Sales Tax کی بات نہیں کر رہا، Treasury Benches کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ بھی اس کے حق میں بولیں اور اس کو جانے دیں، آگے قومی اسمبلی کا barrier ہے، اگر ان کو پسند نہ آئیں تو وہ ان کو pass نہیں کریں گے، اس لیے یہاں سے جانے دیں۔ اس House سے ایک rational آواز جانی چاہیے۔ Thank you.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Madam Minister, your comments.

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری: جناب! یہ آپ کی مہربانی تھی کہ budget debate conclude ہونے کے بعد بھی آپ نے شاہ صاحب کو وقت دیا۔ یہ آپ کی discretion ہے۔ کل

جب شاہ صاحب کا نام Chair سے طرف سے پکارا گیا تو شاہ صاحب اس وقت موجود نہیں تھے۔ انہوں نے ایک راستہ بھی نکالا، ان recommendations کا جو motion move کرنا تھا، اس پر انہوں نے اپنی گفتگو بھی کی، he is a mover. گزارش ہے کہ شاہ صاحب نے Article 73 کے حوالے سے بھی بات کی، وسیم سجاد صاحب نے بھی کی۔ Surely Pakistan Peoples Party کی Coalition Government ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جو bicameral legislation ہوتی ہے، اس میں دونوں Houses کی اپنی اہمیت ہوتی ہے اور Constitution میں جو provisions ہیں we would always go by the provisions of the Constitution. ہم کہیں بھی یہ نہیں چاہیں گے کہ Upper House کو by pass کیا جائے لیکن Article 73 میں جو provisions ہیں، اس میں pre-requisites دیئے ہوئے ہیں کہ what is Money Bill and who would decide that whether it is a Money Bill or it is not a Money Bill.

That discretion rests with the Speaker of the National Assembly.

وسیم سجاد صاحب نے ایک proposal دی، no doubt ایک اچھی proposal ہے۔ Let us get together, make some amendments in the Constitution اور پارلیمنٹ کی اہمیت و افادیت کو آگے بڑھائیں، اس سلسلے میں ان کی طرف سے جو تعاون ہوگا، ہم اس کے لیے شکر گزار بھی ہوں گے۔ انہوں نے جن provisions کا ذکر کیا، رضا ربانی صاحب کی بھی recommendations تھیں، primarily ان کے دو issues تھے۔ ایک Finance Committee سے related تھا کہ ان کی recommendations کو Finance Committee نے consider نہیں کیا یا آگے recommend نہیں کیا۔ میری جو اطلاعات ہیں، ان کی 77 recommendations insert ہوئی ہیں، جن پر consensus develop ہوا۔ شاہ صاحب نے بھی کہا کہ recommendations کو for the sake of opposition, Treasury Benches oppose کرتے ہیں ، یہ صورتحال نہیں ہے۔ سینیٹ نے جو committee constitute کی ہوئی ہے، وہاں پر somehow all parties کی representation ہے۔ ایک procedure ہے and that is a precedent over there کہ جہاں پر difference of opinion ہوتا ہے، Senate Committee ان کو recommend نہیں کرتی اور اس کو minority recommendations کے view سے لے آتے ہیں اور جو order of House ہوتا ہے، وہ اس میں

آ جاتی ہیں۔ اس میں ایک liberty ہے and liberty rests with the House that whether they are in favour of it or they oppose it. یہاں پر اس provision کا ذکر اسحاق ڈار صاحب نے کیا تھا، میں وہ دوبارہ پڑھ دیتا ہوں کہ اگر ان کی recommendations یا وہ recommendations جو proposed amendments in the Finance Bill ہیں، ان کے ساتھ enabling provisions ڈالی جاتی ہیں تا کہ جس مقصد کے لیے Finance Bill میں amendments لائی گئی ہیں اور ان کو implement کرنے کے لیے certain laws میں جو enabling provisions ہوتی ہیں، ان کو ڈالا جاتا ہے۔ From the Treasury Benches میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری قطعاً یہ منشا نہیں تھی کہ ہماری حکومت ایسی legislations لائے جس سے یہ تاثر قائم ہو کہ ہم سینیٹ کو by pass کرنا چاہتے ہیں اور یہ اچھی روایت بھی نہیں ہے۔ سابقہ حکومتوں میں یہ ہوتا رہا ہے، پاکستان پیپلز پارٹی اس روایت کو آگے نہیں لے جانا چاہتی اور اس لیے وہ amendments جو incidental provisions کے تحت آتی ہیں، وہی لائی گئی ہیں اور یہ provisions بھی National Assembly کے پاس جائیں گی۔ جیسے شاہ صاحب نے کہا کہ ultimate decision rests with National Assembly. So there is a need of amendments in the Constitution and in the Laws. اگر اس کے لیے in this House consensus develop ہوتا ہے، even in the National Assembly obviously, we will go by that. Thank you very much.

Ms. Hina Rabbani Khar: Thank you Mr. Chairman, I am somewhat at a loss whether to discuss the motion or the points which were raised by the honourable member. Just as by way of explanation, both the issues of the IMF because this was considered to be a wrong statement.....

(اس موقع پر ظہر کی نماز کے لیے اذان سنائی دی)

Mr. Deputy Chairman: Madam, please take the floor.

Ms. Hina Rabbani Khar: Thank you Mr. Chairman.

جناب چیئرمین! پھر IMF اور کاربن ٹیکس اور جو انہوں باقی کہا ہے وہ تو کل winding up speech میں بڑی clearly cover ہو چکی تھیں اگر honourable member ہوتے تو ان کو

ساری detail پتا ہوتی کیونکہ یہ motion Sales Tax کے متعلق ہے تو میں اس کی وضاحت کرتی
چلوں۔ جناب! Sales Tax کی مد میں ہم اس وقت 427 billion rupees collect کر رہے
ہیں اور اس وقت پاکستان کی taxation base میں structural flaws ہیں جن پر ہم نے detail
سے Parliament اور outside of Parliament بھی بات کی ہے اور ہمیں ان structural
flaws کو آہستہ آہستہ ختم کرنا ہے۔ ہم نے تین سال کا horizon رکھا ہوا ہے جس میں جتنے sectors
taxation net سے باہر ہیں، انشاء اللہ ان کو taxation net میں لانے والے ہیں۔ اس سلسلے میں پہلا
step اسی بجٹ میں آپ کے سامنے آیا ہے جہاں پر two sectors, real estate sector and
services میں، اس وقت جو بھی documented sectors جن میں banks, insurance,
terminal operators and stock brokers آتے ہیں، ان سب کو taxation net میں
لائے ہیں۔ I think جو آج سینیٹ نے suggest کیا ہے clearly going forward آپ کے
time horizon یا آپ کے aims and objectives میں ہو گا کہ Sales Tax eventually
کو کم کریں اور direct taxation کو بہتر کریں لیکن unfortunately جب تک آپ یہ پورا tax
collection کا نظام اور اس میں جو structural flaws ہیں، ان کو ختم نہیں کرتے، اس وقت تک
اس پر کوئی commitment دینا ہمارے لیے possible نہیں ہو گا۔

Mr. Deputy Chairman: I put the recommendation before the House.

(The recommendation was rejected)

Mr. Deputy Chairman: Item No.6, Professor Khurshid Ahmad may move item No.6.

Senator Prof. Khurshid Ahmed: Thank you Mr. Chairman. I would like to move that the Senate of Pakistan recommends that the proposed Carbon surcharge on petrol, diesel, Kerosene oil and Petroleum products be reduced by 50%.

جناب والا! میں کوئی لمبی تقریر نہیں کروں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں پہلے House سے پوچھ لوں۔ .Is it opposed. O.K
برائے مہربانی اب آپ اپنی speech کریں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں کوئی لمبی تقریر نہیں کروں گا، اس لیے کہ میں نے ہی نہیں بلکہ میرا یہ خیال ہے کہ اس ایوان کے بیشتر ارکان اور across the political divide نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ petroleum, petroleum products خصوصیت سے diesel, kerosene oil پر carbon surcharge کے نام سے tax لگانا مختلف پہلوؤں سے objectionable ہے۔ اس کی پہلی دلیل یہ ہے کہ Supreme Court نے تحقیقات کی بنیاد پر جو کہا تھا کہ بین الاقوامی قیمتوں کے گر جانے کے بعد آپ کو عوام کو relief دینا چاہیے تھا اور آپ نے جس کی بناء پر عوام کو تقریباً 128 ارب روپے کے relief سے محروم کیا ہے۔ اس کو by pass کرنے کے لیے بظاہر اس track سے نکلنا چاہ رہے ہیں لیکن دراصل ایک نیا tax لگا کر اس کو اپنے revenue میں شامل کرنا چاہتے ہیں، یہ anti people اور Supreme Court کے judgement, directive and spirit کے خلاف ہے۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ جس طریقے سے یہ کام کیا گیا ہے اور میں طارق عظیم صاحب کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اس کو بہت خوبصورتی سے پیش کیا کہ tax money dividend pool میں رکھی جاتی ہے اور اس میں provinces کا حصہ ہوتا ہے لیکن آپ نے اس کو ایک surcharge بنا کے provinces کو بھی اپنے حق سے محروم کیا ہے، یہ ایک دوسرا کام جو آپ نے کیا ہے۔ ہماری خواہش تو یہ تھی کہ آپ یہ بالکل نہ لگاتے اور originally میری اور ساتھیوں کی تجویز یہ تھی کہ آپ اس کو نہ لگائیں اور جو international price کے گرنے کے benefits ہیں، وہ عوام کو convey کریں۔ بلاشبہ آپ جو revenues لگا رہے ہیں، اس کا اصل function محض revenues raising نہیں ہے بلکہ معاشیات کی اصطلاح میں اسے safety valve کہا جاتا ہے کہ جب inerternational price کم ہو جائیں تو اس وقت آپ کے پاس جو پیسہ آ رہا ہے جب بڑھ جائے تو جو اضافہ ہے، وہ اس fund سے پورا کریں گے، یہ اس قسم کا price stabilization fund ہو جاتا ہے۔ بالعموم اس قسم کی چیزوں پر لگایا جاتا ہے لیکن ہم نے اس کو totally change کر کے ایک revenue raising tax بنا دیا ہے، ہم اس تصور کے خلاف ہیں لیکن اس بات کا لحاظ رکھتے ہوئے کہ

budgetary constraintsہیں اور حکومت کےresources محدود ہیں، ہم یہ تجویز کر رہے ہیں کہ100% نہیں تو کم از کم اس کوreduce 50% کیا جائے تا کہ کچھ نہ کچھ عوام کوreliefملے۔یہی وجہ ہے کہ جس کےلیے ہم چاہ رہے ہیں کہ اس تجویز کو یہ ایوان recommend کرے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اسحاق ڈار صاحب! آپ اس پر کچھ کہنا چاہتے ہیں and will you energy is low. اچھا آپ بھی support کر رہے ہیں، come back to your seat, Madam Minister.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: ایک اور بھی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: عبدالرحیم مندوخیل صاحب نہیں ہیں، حاصل بزنجو صاحب بھی نہیں ہیں، دونوںavailable نہیں ہیں، Leader of the Opposition is adding to the knowledge.

سینیٹر وسیم سجاد: میں صرفkerosene کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ غریب آدمی استعمال کرتا ہے اور مجھے یاد ہے کہ جب یہCabinet میں آیا تھا تو سب نے کہا تھا کہ اس پر tax نہ لگائیں کیونکہ یہ عام چولہوں میں استعمال ہوتا ہے تو مہربانی کرکے اس پرtax نہ لگائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ نے بہت کچھ کہا ہے، آپ نے بجٹ کی تقریروں میں کہا، آپ نے پوری طرح کوشش کی کہfinanceوالے سمجھ جائیں۔ جی Madam Minister.

Ms. Hina Rabbani Khar: Thank you Mr. Chairman, Mr. Chairman, I think-تھوڑا تھوڑا تو سمجھ گئے ہیں

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، جی میڈم سمجھ گئے ہیں، اگلے سال ہمارا جو حشر ہونے لگا ہے، اس کو بھی سمجھ جائیں گے۔

محترمہ حنا ربانی کھر: اگر دونوں Houses میں تجزیہ کیا جائے تو جتنی بھی debate ہوئی ہے political other than specific, بہت زیادہdebateہوئی ہے جوbudget specificآراء آئی ہیں یا جس پر کافی زیادہ اختلاف ہے، وہ clearly پورا issue of Carbon tax and specially CNG ہے کیونکہ nomenclature ایک مسئلہ پڑ گیا تھا، as I said yesterday جب کوئیjustifications بڑھتی ہیں، آپ نے دیکھنا ہے کہ اس وقت opportunity cost کیا،

it is almost putting your industry at grinding hall استعمال کرنے میں CNG but nevertheless I am not going to go into that discussion. Mr. Chairman, suffice is to say that this is currently being discussed within the... the voice, I think, is loud and clear یہاں سے کافی suggestions بڑی clearly آئی ہیں، وہ ہم نے سب نے سنی ہیں، specifically kerosene and diesel پر آئی ہیں۔ جتنے agriculture sector سے تعلق رکھتے ہیں، انہوں نے بھی یہ زیادہ بات کی ہے۔ اس وقت under consideration ہے، اس پر کتنا ہو سکتا ہے، اگر ہم اس کو دیکھیں کہ یہ over and above existing tax وہ تو نہیں ہے، اس کو صرف PDI کی مد میں جو بھی تھا اور پروفیسر صاحب کا یہ point بالکل درست ہے کہ PDI میں یہ بھی ہوتا تھا کہ جب price بہت زیادہ اوپر چلی جاتی تھی تو Government on the other hand subsidy دینا شروع کر دیتی تھی، ہم نے subsidy کا result دیکھ لیا کہ کیا ہوا، eventually آپ کو pass on کرنی ہی پڑی۔ Before I end ایک explanation دینا چاہوں گی کیونکہ پروفیسر صاحب نے بڑا valid point raise کیا ہے کہ یہ سارا کچھ divisible pool کا حصہ ہونا چاہیے۔ جناب چیئرمین! مجھے یہ کہتے ہوئے خوشی ہے کہ یہ not only additional Carbon Tax لیکن جو real estate پر CVT eventually عائد کی گئی ہے اور جو services پر tax ہے، یہ after intensive sessions with provinces کے بعد انہوں نے یہ بات literally one or two days before the Budget which was to be presented پہلے وہ کافی زیادہ ہمارے ساتھ اس بارے میں بات کر رہے تھے کہ ایک تھوڑا سا service charge pay کر کے divisible pool میں ڈالیں۔ انہوں نے پھر کہا کہ they would rather discuss all of this within the image of NFC تو just because of that ہمیں surcharge کا نام دینا پڑا اس کو but intention is clearly now to take it out of the divisible pool. انشاءاللہ when the NFC is agreed upon and we can be more than happy and it is not only that we will be more than happy, it is pinching upon us to put it within that.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. I now put the recommendation before the House.۔جی پروفیسر خورشید صاحب

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں محترمہ حنا صاحبہ کا ممنون ہوں اوراس کا جوmessage ہے، وہ یہ ہے کہ وہ اسےaccept کر رہی ہیں، وہreject نہیں کر رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ بسNFC Award میں ہے۔ I now put the recommendation before the House. ہاں اسحاق ڈار اس طرف آ گئے ہیں، he has come on wrong side of the Benches. میںreally گنتی ادھر سے کرتا رہتا ہوں، آپ گنتی کر کے دیکھ لیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: ہاں بالکل گنتی کروالیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: گنتی کروالیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اچھا میں دوبارہvoices note کرتا ہوں، یہ تو تھکاوٹ کی aye ہے، یہ تو اور زیادہ تھکے ہوئے ہیں۔ چلیں ایک کام تو کر دیا،.Madam you are free now طاہر مشہدی صاحب نےitem No.7 withdraw کر لیا ہے، ہاں انہوں نے مجھےchit بھیجی ہے کہ I withdraw.

Senator Col.(Retd) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Mr. Chairman, I do stand by that chit, I have withdrawn it but unfortunately there is a little mistake that has been made.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس طرف آرہا ہوں۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: میں نے کوئی 53 recommendations دی تھیں I am very grateful to the Committee کہ 16, 17 مان لیں اور انہوں نے باقیministries بھیج دی ہیں۔

Mr. Deputy Chairman: Madam, they want you to sit back for ten minutes.

نیشنل اسمبلی والے lunch break پر گئے ہوئے ہیں، آپ ہمارے ساتھ بیٹھیں، ہمارے ساتھ lunch کریں۔ کچھ چیزیں رہ گئی ہیں۔ میں آپ سے کچھ باتیں I am coming to you۔ seriously کرنا چاہتا ہوں۔other than budget and procedures.

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: جناب! یہ میں نے withdraw کر لیں لیکن اگر میری recommendation No. 20 پر آپ چلے جائیں اس پر لکھا ہوا 'The consensus could not be reached on this proposal, therefore this would be discussed in the House.' Now this is a matter of utmost national importance and it's a question of life and death for the people of Karachi. So, I would not have withdrawn had this come to my knowledge. Sir the thing is, the subsidy which has been withdrawn from KESC be restored as it will cause higher electricity bills which will be an unbearable burden on the poorer segments of society.

جب آپ غریبوں کی، middle class کی یا lower middle class کی بات کرتے ہیں تو I must say that we don't get the full support that we deserve to get میری جو پہلی proposal تھی for raise of the salary of grade 1 to 16 up to 30% مجھے مجبور کیا گیا اور پھر مجھ سے 20% پر agree کروایا گیا۔ وہ تو in the interest of consensus میں نے مان لیا تھا۔ اس کے بعد جو 6 ہزار روپے کو انہوں نے 7 ہزار کیا ہے اس پر بھی میں نے agree نہیں کیا تھا اور in the interest of unity میں نے 7 ہزار مان لیا لیکن اگر مجھے کوئی دکھا دے کہ 7 ہزار میں کوئی تین بچوں اور میاں بیوی کو کھانا کھلا سکتا ہے تو میں مان جاؤں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بس ٹھیک ہے۔I have noted it, please.

Senator Col.(Retd.) Syed Tahir Hussain Mushhadi: But on coming to the subsidy of KESC.

جناب آپ نے حالت دیکھ لی ہے، KESC کی پوری nation نے حالت دیکھی ہے۔ میں on the floor of this House دو سال سے KESC کا جن کو contract دیا گیا اس کے خلاف بول رہا ہوں،

میں دو سال سے KESC کی کار کردگی پر ہر سیشن میں بولتا ہوں اور ہمیں تسلی دی جاتی ہے۔ آپ دیکھیے 24 گھنٹے بغیر بجلی کے کراچی کے لوگوں کو رہنا پڑا اور inflated bills unbearably high ہیں، کچھ بھی ہو جائے ہمارے غریب لوگ وہ bills نہیں دے سکتے۔ کراچی کے لوگوں کو KESC کی طرف سے جو تھوڑی بہت relief دی جاتی ہے تو اگر گورنمنٹ نے subsidy withdraw کی تو وہ relief ختم ہو جائے گی۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ ہم کراچی کے لوگوں کو کنٹرول نہیں کر سکیں گے، وہاں پر آگ لگ جائے گی، وہاں کی industries بند ہو جائیں گی، unbearable, it will be the last straw on the camels back, they must read the writing on the wall اور price hike of the electricity bills should not be committed. کسی بھی طرح یہاں پر honourable Minister or Minister of State ہمیں تسلی دیں کہ ان کی subsidy withdraw کرنے سے کراچی کے electric bills کو کسی طور پر raise نہیں کیا جائے گا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: صرف کراچی کی بات نہیں، سارے پاکستان کی بات ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب point of order ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی پروفیسر خورشید احمد:

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں نے محترمہ کو اسی لیے روکا بھی ہے۔ دیکھیے میں دو بہت ہی اہم نکات اٹھانا چاہ رہا ہوں اور میں چاہوں گا کہ ہماری بہن اس پر ہمیں گورنمنٹ کی صحیح پوزیشن بتائیں۔ پہلے کا تعلق Article 73 سے ہے کہ سینیٹ اپنی recommendations دے گا اور وہ recommendations اسمبلی consider کرے گی۔ میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔۔۔۔۔۔

سینیٹر وسیم سجاد: جو یہ withdraw کر رہے ہیں میں اس کی بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ یہ 73 تو نیا issue شروع ہو گیا۔

Mr. Deputy Chairman: They have withdrawn it.

سینیٹر وسیم سجاد: نہیں جی they can't withdraw it یہی تو میں کہہ رہا ہوں، he cannot withdraw it without leave of the House. This is exactly what I want to tell you sir. I want to draw your attention to Rule 97 because this is precisely a protection for the House, because a

member, once he is proceeded by the government to withdraw, will mean he is frustrating the business of the House and therefore, Article……

جناب ڈپٹی چیئرمین: گورنمنٹ کی مرضی سے یا ان کی اپنی مرضی سے؟

سینیٹر وسیم سجاد: آپ Rule 97 پڑھیں

'An amendment moved may, by leave of the Senate, but not otherwise, be withdrawn.' So, therefore, you have to put this withdrawal to the House and the House agrees then only it can be withdrawn.

تو یہ خوامخوہ اٹھ کر کہ جی ہم withdraw کر دیں یہ نہیں ہو سکتا this is against the rules of the House

جناب ڈپٹی چیئرمین: لیکن اگر انہوں نے move ہی نہ کیا ہو؟ You had not moved the Motion.

Senator Wasim Sajjad: Doesn't matter and it's for amendment to the House. An amendment moved may it has been moved, it's on the agenda. So, you can't remove it from the agenda without leave of the House.

یہ move ہوتا ہے، ان کا notice دیکھ لیں، اس میں ہو گا کہ move ا جب آپ نے approve کر دیا تو move ہو گیا it's in the House, it is the property of the House. یعنی اس کا سارا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ذرا Rule 97 دیکھ لیں please۔

Senator Wasim Sajjad: So, put it to the House and withdraw it.

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہاں پھر وہ اپنی strength سے ہی withdraw کر لیں۔ مطلب ہے کارروائی پوری کرنی پڑے گی۔

سینیٹر سید نئیر حسین بخاری: کر لیتے ہیں۔

Mr. Deputy Chairman: So, I put it to the House Item No. 7.

(*The motion stood withdrawn*)

جناب ڈپٹی چیئرمین: چلیں تھوڑی باتیں کر لیں، جلدی نہ کریں، یہ بڑی interesting چیزیں ہیں۔ میڈم free ہے یہاں بیٹھیں؟

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! مجھے move کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: تھوڑا پروفیسر خورشید صاحب کو سن لیں۔

Senator Prof. Khurshid Ahmed: Article 73(1)(a) 'The National Assembly shall, consider the recommendations of the Senate and after the Bill has been passed by the Assembly with or without incorporating the recommendations of the Senate, it shall be presented to the President for his assent.'

میں نے قومی اسمبلی کی کارروائی نکلوائی ہے اور یہ کارروائی 22جون 2008 کی ہے۔ یہ میں پڑھ کر سناتا ہوں کہ نوید قمر صاحب جو کہ اس وقت فنانس کے منسٹر تھے، انہوں نے کہا ہے کہ

Partly indifference to the recommendations made by the Senate of Pakistan, where Senate of Pakistan made 76 recommendations and this is for the first time in the history that we have accepted 51 out of those 76 completely, then a number of others are accepted in principle and the Government is looking at it because they do not directly relate to the Finance Bill and only 15 out of 76 amendments as such that we have decided not to put up for approval in this House.

اس لیے کہ all the 76 should have been presented there whether you reject them or accept that is your prerogative لیکن گورنمنٹ کا یہ حق نہیں ہے کہ کہہ دے کہ ہم نے 51 کو مان لیا ہے۔ پھر میں نے تمام proceeding نکلوائی کہ کہیں اور تو نہیں آیا

ہے تو جناب والا میرے پاس سارا چارٹ موجود ہے جس کی رو سے ان 15 کو omit کیا گیا ہے، omitted کا provision نہیں ہے تو یہ clear violation of the Constitution and privilege of the House ہے۔ میرے خیال میں اس کو seriously لینا چاہیے اور نیشنل اسمبلی کو اس معاملے میں اپنی ذمہ داری ادا کرنی چاہیے، اس لیے نیشنل اسمبلی اسے consider نہیں کرتی تو وہ سینیٹ کو derrogate کر رہی ہے اور Constitution کو violate کر رہی ہے۔

دوسرا یہ ہے کہ Fiscal Responsibility Act جو کہ 2005 کا ہے اس کا آپ مطالعہ کیجیے تو اس میں صاف لکھا ہوا ہے کہ

‘Reducing the revenue deficit to nil, not later than the 30 June, 2008 and thereafter maintaining a revenue surplus.’

اور دوسرا debt کے بارے میں ہے کہ Every year two and a half percent will be reduced اور اگر یہ نہیں کر سکتے ہیں تو اس کا statement آنا چاہیے کہ ہم کیوں یہ کام نہیں کر سکتے۔ لیکن میرے علم کی حد تک ایسا کوئی statement نہیں آیا ہے اور آج ہاؤس prorogue ہو رہا ہے اور اگر prorogue ہو جاتا ہے اور ہمارے پاس statement نہیں آتی تو it will be belated violation of the law. Thank you very much.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Professor sahib, your point is well taken. Madam Hina Rabbani.

Ms. Hina Rabbani Khar: I assure the House that we will ensure that, which is obviously the Constitutional provision that the Senate recommendations as they are recommended in their entirety are presented to the National Assembly. The second point that Prof Sahib raised is equally important and Mr. Chairman! even before this was raised in either of the Houses I checked upon this and I am very sure that we have presented a statement of which we are supposed to do if we are not able to make that limitation........ limits imposed by the that limitation and we have forwarded copies of that statement I think at least two months back because we are supposed to do it in the beginning. In the last

quarter which could be I think February and we have presented it, if they have not been distributed I can certainly look into it but I know Ministry of Finance has prepared and passed on this copy and if I am not mistaken they have been laid on the floor of the National Assembly already.

جناب ڈپٹی چیئرمین: Thank you very much. I think now we should end out to get ready for twenty 20 final for tomorrow. اچھا کچھ ایسی چیزیں ہیں جو coming اجلاس میں July 24th سے ہمارا اجلاس ہوگا وہ advance کر دیا گیا ہے ۔آپ کے نوٹس میں میں دوبارہ لا رہا ہوں کیونکہ رمضان میں ہم اجلاس نہیں بلانا چاہتے تو انشاء اللہ چوبیس جولائی سے ہم اجلاس بلائیں گے کیونکہ رمضان کے مہینے میں ہم سب free ہوں۔ اپنی families کے ساتھ اور کوئی عمرے پر جانا چاہے گا، کوئی عبادات میں مشغول ہوں گے یہ کیفیت ہوتی ہے۔ اس میں میری آپ سب سے گزارش ہے کہ جب قومی اسمبلی بجٹ پاس کرلے گی تو دیکھیں گے کہ ہماری کتنی سفارشات انہوں نے consider کی ہیں اور وہ جو Point of order ہے اس سلسلے میں بھی میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ بھی آپ دیکھیں گے کہ چوبیس جولائی کے اجلاس میں اور specially یہ جو ہمارے Legal Profession سے سینیٹر تعلق رکھتے ہیں I would like to need help of Leader of the House, Leader of the Opposition, Zafar Ali Shah, Technical people like Prof. Khurshid Sahib and Ishaq Dar Shaib, Raza Rabbani himself ایسے اور بھی دوست ہیں ۔ we will follow up the Planning Commission میں اپنی membership and we have to consider کہ یہ جو ہم آٹھ دن بجٹ میں exercise کرتے ہیں recommendations کی کیا یہ سودمند ہے یا otherwise کہ ہمیں اختیارات بڑھانے ہیں یا نہیں اور بھی بہت سا ایجنڈ ہے۔ جی ۔ پروفیسر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: میں صرف ایک منٹ سے بھی کم آپ کا وقت لوں گا۔ ہمارے ریٹائرڈ ہونے والے سینیٹرز کے فنڈ کے بارے میں اگر یہاں پر assurance دی جائے کہ انہوں نے جو سکیمیں داخل کی ہیں ان کو ختم نہ کیا جائے ان کو مکمل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ میرے خیال میں جولائی کے مہینے ہی میں دے سکیں گے۔ جب یہ بجٹ پاس ہو جائے گا۔ Lager 4 میں چلے گئے ہیں یا lapsable ہیں۔ جی بالکل نائیک صاحب نے اس سلسلے میں وزیراعظم کو خط بھی لکھا ہوا ہے۔ طارق عظیم صاحب۔

سینیٹر طارق عظیم خان: جناب والا: میں نے پہلے بھی request کی تھی جب انہوں نے کہا تھا کہ وزیراعظم صاحب سے ان کی ملاقات ہو گی۔ میں نے کہا تھا کہ کچھ غریب ہمارے ڈرائیورز بھی ہیں جو باہر کئی دفعہ دس دس گھنٹے دھوپ میں بیٹھے رہتے ہیں، کوئی سایہ وغیرہ وہاں نہیں ہے۔ وہ بے چارے بے یارو مددگار وہاں پر بیٹھے ہوتے ہیں اور اتنی گرمی ہوتی ہے اگر جولائی میں ہم آرہے ہیں can I have an assurance from the Leader of the House کہ یہ بات کریں گے اور جو فنڈز آپ کو مل رہے ہیں پارلیمنٹ کے اس کو خدا کے واسطے خرچ کریں، اور کچھ نہیں تو ان کے لیے ٹینٹ کا بندوبست کردیں تاکہ وہ بے چارے غریب دھوپ سے بچ سکیں اور ہو سکے تو ان کے لیے پانی کا بھی انتظام کردیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی بخاری صاحب۔ اس میں آپ کوئی movable کنوپیاں رکھیں کہ جب آئیں تو وہاں لگا دیں اور جب اجلاس ختم ہو تو وہ اتار لیں۔

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری: گزارش یہ ہے کہ یہ سپیکر قومی اسمبلی کی صوابدید ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سپیکر سے بھی بات کریں گے I will play my role. The Chair will play its role ابھی میری گزارش ہے جو چیز میں آپ سب سے گزارش کرنا چاہتا تھا اس کو follow up کریں گے---I am going to stay back after the prorogation also. I am going to get up after میری گزارش ہے کہ رضا ربانی صاحب، وسیم سجاد صاحب اور میرے movers ظفر علی شاہ صاحب اور قائد ایوان میری help کریں وہ letter initiate کرنے کے لیے as a suggestion from the proceedings of the day to the Chair, to the honourable Speaker کہ ہم یہ body کے سلسلے میں اپنی رائے آپ کو بھیج رہے ہیں اس کو مہربانی کرکے consider کرلیں in the future interest of the Parliamentary system اس طرح کا letter لکھنے میں میری help کریں کہ

وہ میں آج ہی move کردوں آپ کی مدد سے۔ Thank you very much . I will now read out the prorogation جی۔

سینیٹر زاہد خان: وہ جو ہاؤس میں آکر چلے گئے ہیں اور جواب نہیں دیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میری اور آپ کی چھٹی بند ہے prorogation کے بعد بھی میں ادھر ہی ہوں next week بھی سارا اسی کام میں لگا رہوں گا کہ 26th June سے پہلے وہ clarity دیں۔ جی حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! اس سے پہلے کہ آپ وہ آرڈر پڑھیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اس اجلاس کے دوران کچھ بعض موقعوں پر ہمیں کہا گیا کہ Minister Sahib آپ سے بات کریں گے۔ واپڈا کے متعلق میں نے چیلنج کیا تھا۔ میں نے ایک اور بات کی تھی کہ میرٹ ہوٹل اور سرینا ہوٹل نے ہماری سڑکوں کے فٹ پاتھ پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ آیا وہ اس کا کرایہ دیتے ہیں یا ان کو چاہیے کہ اپنی protection اپنی حدود کے اندر رکھیں۔ اس وقت بھی مجھے کہا گیا کہ اس پر ہم بات کریں گے۔ پھر میں نے بائیس کروڑ روپے کے غبن کی بات کی تھی جو ایک Leasing net work تھی اس کے متعلق یہ تھا کیونکہ یہ کیس فنانس کمیٹی کے سپرد کیا جائے گا لیکن فنانس committee کمیٹی کے ایجنڈے میں اس مرتبہ بھی یہ معاملہ نہیں آیا۔ ہم بس انتظار کرتے رہیں گے۔ ہم سے یہاں کہا جاتا ہے کہ ہم بات کریں گے اس کے بعد اجلاس ختم ہو جاتا ہے اور ہم اگلے اجلاس تک کا انتظار کریں گے اور وہ بات ختم ہو جاتی ہے۔ یہ تو بڑی زیادتی ہے۔ میں نے آپ کو تین مثالیں دی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: Monday سے ہم officially we will get after the things میں آپ کے ساتھ ہی بیٹھوں گا۔ چیئرمین صاحب کا دفتر بھی استعمال کریں گے جو آپ کے references ہیں وہ ہم ان کو in writing بھیجیں گے اور ان سے جواب بھی طلب کریں گے اور coming اجلاس جو 24th of July سے شروع ہو رہا ہے اس میں یہ ساری چیزیں لائیں گے جو ہمارے ممبران نے refer کی ہیں کہ ان دنوں میں Officers, concerned officials پیش ہوں Ministers بجٹ سے فارغ ہو جائیں گے اور وہ بھی آجائیں گے۔ جی۔ مولانا غفور حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب چیئرمین! ہم ہر اجلاس میں کم از کم ہر ایک سینیٹر اپنے علاقے کے مسائل کے حوالے بات کرتے ہیں۔ میں اکثر و بیشتر بلوچستان کی سڑکوں کی

بات زیادہ کرتا ہوں اور خاص طور پر قلعہ سے کوئٹہ اور کوئٹہ سے چمن اور چمن سے ژوب تو یہ سڑکیں ایسی ہیں کہ ان پر سفر کرنا بالکل ناقابل برداشت ہو گیا ہے اور یہاں بات بھی ہوتی ہے لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ اس میں تھوڑی سی آپ بھی ذاتی طور پر دلچسپی لیں کہ یہ ایسی شاہراہیں ہیں جن پر عام پبلک سفر کرتی ہے لیکن یہ چار پانچ سال سے بالکل ادھیڑ کر رکھ دی گئی ہیں اور ہم یہاں چیختے چلاتے رہتے ہیں لیکن اس کا کوئی نتیجہ سامنے نہیں آتا۔ آپ ازراہ کرم ذاتی طور پر بھی دلچسپی لیں اور اس ایوان کے سارے ممبران جو بلوچستان سے ہیں وہ اس حوالے سے بات کرتے رہتے ہیں۔ آپ اگر دلچسپی لیں گے تو کچھ نہ کچھ کام ہو جائے گا آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہاں اسی سلسلے میں اگلا ہفتہ میں یہاں ہوں وزرا چھبیس تک بجٹ پاس کرلیں گے تو اس کے بعد ہم نے یہی کام کرنا ہے۔ پھر جولائی کے اجلاس میں ہم پھر چھریاں کانٹے تیز کر کے آئیں گے اور وزیروں سے پوچھیں گے کہ آپ بجٹ سے بھی فارغ ہیں اور آ کر ہمیں جواب دیں۔ جی مشہدی صاحب۔ تھوڑا جلدی نمٹا لیں تا کہ پھر نماز کے لیے چلیں گے۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: جناب! اپنے Chief Whip sahib کو تھوڑی سی support میں کر دوں۔ I had the honour of serving in Balochistan in 1979. میں خوشاب میں ہوتا تھا تو ایک chain سڑک پر ہوتی تھی۔ میں خوشی سے اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ 1977 میں پنجگور۔ تربت روڈ، پنجگور۔ بل کتر، بلیدہ، تربت اور مند کی highways sanction ہوئی تھیں اور انشاءاللہ اگلے دس سالوں میں بن جائیں گی Thank you sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں دیکھ رہا ہوں کہ 1977 میں sanctions ہوئی تھیں اور اگلے دس سالوں میں بن جائیں گی۔ ظفر علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! آپ کی وساطت سے میں----، ویسے تو پورے ملک میں یہی ہے لیکن میں بالخصوص دارالحکومت کی بات کر رہا ہوں۔ ایک ایک سڑک پر چار چار barriers لگے ہوئے ہیں اور ایک ایک barrier پر بعض اوقات ایک ایک ٹائم میں ایک ایک سو گاڑی stuck ہو جاتی ہے۔ اب اس سے دو نقصانات ہیں جناب چیئرمین! ایک تو یہ کہ ادھر تو کاربن ٹیکس کے لئے ہمارے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ اس پر ڈیزل، سی این جی، پٹرول ٹنوں کے حساب سے جلتا

رہتا ہے اور وہ گاڑیاں کھڑی رہتی ہیں۔ دوسرا سیکورٹی پوائنٹ، مجھے نہیں پتا کہ یہ سیکورٹی پلان کس نے بنایا ہے؟ کم از کم اس سیکورٹی پلان والے سے گورنمنٹ پوچھے یا آپ پوچھیں کہ اگر خدا نہ کرے کسی جگہ پر کوئی mishap ہو جائے تو وہ سو گاڑی یا سو گاڑی میں بیٹھنے والے نہیں بچ سکتے۔ اس لئے اپنے اس پلان کو وہ review کریں اور خدارا! شہریوں کو اس طرح تنگ نہ کریں کہ انہوں نے ایک فرلانگ کے فاصلے پر جانا ہے تو انہیں تین میل کا فاصلہ کاٹ کر اور چار چار barriers کراس کر کے آنا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ بہت ضروری ہے۔ شہری چیخ اٹھے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بالکل آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔

Senator Syed Zafar Ali Shah: Thank you very much.

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں بھی بغیر flag کی گاڑی میں جاتا ہوں اور چیکنگ خوب کراتا آتا ہوں۔ دو سو، تین سو گاڑیاں ایک جگہ ہوتی ہیں۔کہتے ہیں کہ think as enemy thinks, somebody wants to get into those two, three hundred cars, they should understand. Mr. Rehman Malik should understand. The I.G. Islamabad should understand. Leader of the House sir, اس پر exercise آپ کو after the session کرانی پڑے گی۔شاہ صاحب اور ہم سب اکٹھے بیٹھ کر کریں گے۔ میڈم نیلوفر بختیار صاحبہ۔.We have missed you during the session آپ بہت کم آئی ہیں۔

سینیٹر نیلوفر بختیار: جناب والا! میری آپ سے ایک چھوٹی سی درخواست ہے کہ یہ جو اتنی ساری کتابیں چھاپ کر آپ ممبران کو دیتے ہیں، ہمارا ملک بہت غریب ہے، گورنمنٹ بھی قرضوں پر چل رہی ہے، ہم اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ جناب! ان کو کوئی کھولتا نہیں ہے۔ کوئی اٹھا کر اپنے گھروں میں نہیں لے جاتا۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہم بہت زیادہ waste کرتے ہیں تو آپ اگلے session کے لئے یہ کروائیں کہ صرف libraries میں کچھ copies رکھ دیں۔ جن کو پڑھنے کی ضرورت ہو وہ library میں جا کر پڑھ لیں گے۔ اس کے ساتھ جو ایک disk دی جاتی ہے وہ ایک special system پر صرف استعمال ہو سکتی ہے۔ وہ کسی عام system پر استعمال نہیں ہو سکتی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مقصد ہی یہی ہے کہ صرف سپیشل لوگ دیکھیں ہم پارلیمنٹیرینز نہ دیکھیں۔

سینیٹر نیلوفر بختیار: خدا کے لئے Ministry of Finance کو کہیں کہ اگر انہوں CD or DVD دینی ہے تو کوئی ایسے system پر دیں جو ہر ایک کے گھر میں کم از کم لگ تو سکے۔ یہ سارا wastage ہے۔ آپ ردی والے کو بھجوائیں شاید سینیٹ کو کچھ فائدہ ہو جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ابھی آپ تو لیٹ ناشتہ کر کے آئے ہیں۔ دوسروں کو تو چھوڑیں کھانا کھانے جائیں۔ صابر بلوچ صاحب بات کر لیں پھر پنجگور چلے گئے اور پھر کینیڈا چلے جائیں گے۔

Senator Sabir Ali Baloch: Mr. Chairman, sir, we are thankful to you, thankful to Chairman Naek

آپ نے بڑا patiently, بڑی برد باری سے ہمیں سنا اور انشاءاللہ this tradition we will follow in the future also.

Mr. Deputy Chairman: Thank you.

بس دعا کرتے رہیں عزت سے نبھائیں ایک دوسرے کے ساتھ۔

I will now read out the prorogation orders received from the President. In exercise of the powers conferred by Clause (1) of Article 54 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate Session on the conclusion of its business on 20th June, 2009.

Signed

(Asif Ali Zardari)

President

Islamic Republic of Pakistan

[The House was then prorogued sine die]